سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: دسویں

رسالہ نمبر 16

اَلنَّیِّرَۃُ الْوَضِیَّۃ ۱۲۹۵ھ

شرح الْجَوْہَرَۃِ الْمَضِیَّۃ

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

اَلنَّیِّرَۃُ الْوَضِیَّۃ شرح الْجَوْھَرَۃِ الْمَضِیَّۃ ۱۲۹۵ھ

مع حاشیۃ

اَلطُّرَّۃُ الرَّضِیَّۃ عَلَی النَّیِّرَۃِ الْوَضِیَّۃ

متن

از عالم اجل مولانا سید حسین بن صالح جمل اللیل فاطمی حسینی امام وخطیب شافعیہ مکہ مکرمہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۱ھ)

شرح وحاشیۃ

از اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

حج، عمرہ اور زیارت سراپا طہارت کے آداب ومسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد للہ الذی حمدہ من بحار القدس جوھرۃ مضیۃ والصلوۃ والسلام علی من الصلوۃ علیہ فی سماء النور نیرۃ وضیۃ وعلی الہ صحبہ الذی السلام علیھم علی تلك

الّا اللہ وحدہ، لاشریك لہ واشھد ان محمدًا عبدہ، ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ الٰی یوم القیٰمۃ اٰمین! امّابعد

فقیر عبدالمصطفٰی احمد رضا غفرلہ واصلح عملہ نے زمانہ تالیف "النیرۃ الوضیۃ شرح الجوھرۃ المضیۃ" میں اس پر بعض منہیات "تقییداتِ لطیفہ پر مشتمل" بغرض اظہارِ مرام یا اتمامِ کلام یا ازاحتِ اوہام لکھے تھے۔ اب دیگر حواشی مفیدہ توضیح مسائل یا تخریج احادیث یا زیادتِ فوائد کو متضمن اور اضافہ کیے، مقصود اس تعلیق مختصر مسمّٰی بہ الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ سے صرف برادران دینی کے لیے کم از کم پانسو ورق کی کتاب درکار۔ اسأل اللہ ان ینفع بھما وبسائر تصانیفی المسلمین ویجعلھا جمیعا حجۃ لی لاعلیّ یوم الدین وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد واٰلہٖ وصحبہ اجمعین۔

شرح میں کہ کمال اختصار منظور تھا خطبہ متن کا ترجمہ بھی نہ لکھا مگر اس میں متن ناقص رہتا ہے، لہذا یہاں تحریر ہوتا ہے۔

قال المصنف رحمہ اللہ تعالٰی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

م: حمد المن انزل فرض الحج ودلّنا علی سوی النھج

ت: سب خوبیاں اسے جس نے حج کا فرض اتارا اور ہمیں سب راہوں میں سیدھی راہ بتائی۔

م: ثم صلوٰۃ اللہ والسلام علی نبیٍّ دینہ الاسلامت:

پھر خدا کے درود وسلام اس نبی پر جن کا دین اسلام ہے۔

م: محمد واٰلہٖ الکرام وصحبہ الافاضل الاعلام

ت: یعنی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کی کرم والی آل اور بڑی فضیلت وشہرت والے یاروں پر۔

م: وبعد ذا یقول ذا الفقیر بجمال اللیل ھو الشھیر

ت: اس کے بعد کہتا ہے یہ فقیر کہ جمال اللیل کے لقب سے مشہور ہے۔

م: حسین نجل صالح اخی الھدی للشافعیۃ امام مقتدٰیت:

حسین پسر صالح کہ صاحبِ رہنمائی تھے شافعیہ کے امام پیشوا۔

م: ھذی اتت ارجوزۃ للناسك تنفع فی معرفۃ المناسکت:

یہ ایک رجز ہے حاجی کے لیے کہ نفع دے گی مسائل حج پہچاننے میں۔

ش: ناسك کے اصل معنی عابدوں قربانی کندہ، یہاں حاجی مراد ہے کہ حج عمدہ عبادات سے ہے اور وجوبًا یا استحبابًا قربانی پر مشتمل، اور رجز ایک قسم نظم یا نثر مسجّع کی ہے علی اختلاف العروضیین فیہ۔

م: سمّیتها الجوھرة المضیّة　　تضحٰی بها نفس الفتی وضیّة

ت: میں نے اس کا جوہرہ مضیہ نام رکھا، مردانِ راہِ علم کی جان اس سے روشنی پائے گی۔

م: مؤمّلا من ربی القبولا　　به انال الفوز والمامولات:

اپنے رب سے قبول کی تمنا کرتا ہوا میں اسی سے پاؤں گا فلح و مراد۔

م: من عنده التوفیق للصواب　　ونحواہ المرجع فی المأبت:

اسی کے پاس ہے راستی کے سامان درست فرمانا اور اسی کی طرف ہے انتہا میں پلٹ جانا۔

م: مقدمة فی وجوب الخ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد اللّٰہ الذی فرض الحجة، واوضح المحجة عـــه1**، والصّلٰوة والسلام علٰی نبیّه الذی اقام الحجة، فقوّم اقوامًا معوّجة** عـــه2**، وعلٰی اٰله وصحبه الذین اظھر وازقاق** عـــه3 **الدین وفجّة** عـــه4 **حتی وقعت بالسمٰوٰت من لجّة** عـــه5 **مدائحهم رَجّة** عـــه6 **واشهد ان لاالٰه الااللّٰه واشهد ان محمدًا عبده، ورسوله صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم ماتدلاطم الامواج فی لجّة** عـــه7۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ جب توفیق وعنایت الٰہی واعانت حضرت رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام الغیر المتناہی نے دستگیری فرمائی اور ۱۲۹۵ھ میں فقیر سراپا تقصیر عبد المصطفٰی احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی غفرلہ ماجنی کو بہ ہمراہی رکاب، سعادت انتساب، حضرت افضل المحققین، امثل المدققین، حامی السنۃ السنیّۃ، ماحی الفتن الدنیّۃ، خدمت والدم، قبلہ اعظم حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی مد ظلہم العالی مدی تعاقب الایام واللیالی، خلف حضرت قدوۃ العارفین، زبدۃ الفاضلین، حجۃ اللہ فی الارضین، معجزہ من معجزات سیّد المرسلین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم حضرت مولونا محمد رضا علی خاں صاحب قادری قدس سّرہ العلی، نعمت حاضری بلدہ معظّمہ مکہ مکرمہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفًا وتکریمًا ہاتھ آئی، حُسنِ اتفاق سے ایک روز جناب مولانا سیّدی حسین بن صالح جمل اللیل علوی فاطمی قادری مکی امام وخطیب شافعیہ سے مقامِ ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے

عـــه1: راہِ راست ۱۲)　　عـــه2: من الاعوجاج کج وناراست ۱۲)

عـــه3: بالضم کوچہ وراہِ تنگ)　عـــه4: بفتح راہ کشادہ وفراخ والمراد بهما ظواهر الدین ودقائقه ۱۲)

عـــه5: شور وغوغا وآواز ۱۲)　　عـــه6: لرزہ ۱۲)

عـــه7: میان دریا وقعر، دریا ودریائے ژرف والمراد احد الطرفین ۱۲منہ غفرلہ)

قریب کہ فقیر رکعاتِ طواف اور وُہ جناب امامتِ نمازِ مغرب سے فارغ ہوئے تھے ملازمت حاصل ہوئی۔ سبحان اللہ! عجب بزرگ خوش اوقات وبابرکات ہیں، اکثر عرب وجاوہ وداغستان وغیرہا بلاد نزدیک و دور کے ہزاروں آدمی ان کے بلکہ ان کے مریدوں کے مرید اور شرفِ بیعت و سلسلۂ تلمذ سے مستفیض ہیں، اوّل نماز میں حد عــہ[1] سے زیادہ تلطف فرمایا، فقیر کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیے دولت خانہ تک کہ نزدیک باب صفا واقع ہے لے گئے اور تاقیام مکہ معظّمہ حاضری کا تقاضا فرمایا، فقیر حسب وعدہ حاضر ہوا، مسائل حج میں ایک اُرجوزہ اپنا مسمّٰی بالجوہرۃ المضیۃ فقیر کو سنایا، پھر فرمایا کہ اکثر اہل اس سے مستفیض نہیں ہوسکتے، ایک تو زبان عربی، دوسرے مذہب شافعی اور ہندی اکثر حنفی ہیں، مَیں چاہتا ہوں تُو اس کی بزبانِ اردو تشریح اور اس میں مذاہب حنفیّہ کی توضیح کردے۔ فقیر نے باعث اجر جزیل اور ثواب جمیل سمجھ قبول کیا اگرچہ وہاں فرصت نہ تھی، نہ کتابیں پاس۔ روزِ اوّل دو بیت کے متعلق صرف تفصیل مسائل میں تین ورق طویل سے زائد لکھے گئے۔ جب بطور انموذج حاضر کیے جناب مولانا نے فرمایا: میرا مقصود تطویل اور اس قدر تفصیل نہیں کہ عوام اس سے کم منتفع و متمتع ہوتے ہیں صرف ہمارے کلام کا ترجمہ عــہ[2] وخلاصہ مطلب اور جہاں حنفیّہ کا اختلاف ہو ان کا بیان مذہب ہوجائے۔ فقیر نے امتثالِ امر لازم اور یہی امر فرصتِ حاصلہ کے ملائم دیکھ کر بتاریخ ہفتم ذی الحجہ روز جاں افروز دوشنبہ یہ مختصر جملے لکھ دئے اور **النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوہرۃ المضیۃ** سے ملقب کئے اگرچہ بعض عــہ[3] ضروریات پر بھی مشتمل نہیں مگر حسب، استدعائے مصنّف ہے اور بیان مذہب حنفیّہ میں اختیار راجح اور ترک عــہ[4] مرجوح کے ساتھ متصف۔ "م" سے مراد متن ہے اور "ت" ترجمہ "ش" شرح

عــہ۱: حالانکہ اس وقت کوئی تعارف نہ تھا وہ تو فقیر کو کیا جانتے، فقیر نے بھی اس سے پہلے انہیں نہ دیکھا تھا پھر جو کچھ کلمات انہوں نے فرمائے فقیر دنیا وآخرت میں ان کی برکات کی امید رکھتا ہے ۱۲منہ غفرلہ)

عــہ۲: حسب الارشادِ مصنّف بیان شافعیہ میں صرف ترجمہ وشرح متن پر قناعت کی تنقیح وترجیح سے غرض نہ رکھی اگرچہ مکہ معظّمہ میں اس کا عمدہ سامان مہیّا تھا، کتب شافعیہ بکثرت ملتیں مگر اس میں ایک تو دیر ہوتی دوسرے مقصود اصلی اس شرح سے ہندیوں کا نفع تھا اُن کے اہلِ سنّت عموماً حنفی، پھر مذہب شافعیہ کی تنقیح ہونی نہ ہونی ایک سی ۱۲منہ۔)

عــہ۳: سفر حرمین طیبین سے معاودت کے بعد حضرت والد علام قدس سرہ، نے جواہر البیان شریف تصنیف فرمائی، فقیر نے اس کے بعض کلمات کا خلاصہ اس شرح کے آخر میں لکھ کر تکملہ کردیا جس کے باعث **بحمد اللہ** اب یہ مختصر تحریر ضروریات پر مشتمل ہوگئی البتّہ ایک جرمانہ کا بیان کہ دفتر چاہتا ہے اور محرم احتیاط رکھے تو اس کی حاجت بھی نہیں پڑتی متروک رہا جسے کسی امر کی ضرورت ہو علماء سے دریافت کرسکتا ہے ۱۲منہ

عــہ۴: مگر نادرًا دو قول بھی بیان میں آئے جہاں دونوں جانب قوت قویہ تھی پھر جسے اس وقت اقویٰ سمجھا بیان میں مقدم رکھا ۱۲منہ ۔)

"م" سے مراد متن ہے اور "ت" ترجمہ "ش" شرح "ف" فائدہ [عہ۱]۔ واللہ نسأل التوفیق، منہ الوصول الٰی سواء الطریق (اور اللہ تعالٰی سے ہی ہم توفیق کا سوال کرتے ہیں اور اسی کے کرم سے صراط مستقیم تک رسائی ہے۔ ت)

م: مقدّمة فی وُجوب حجّةِ الاسلام

ت: حج [عہ۲] اسلام کے واجب ہونے میں۔

ش: یعنی حج کب واجب ہوتا ہے اور اس کے وجوب کے لئے کیا کیا شرطیں درکار ہیں۔

م: شروطها التكليف والاسلام والعقل والحرية والتمام

ت: شرطیں اس کے مکلّف مسلمان عاقل ہونا اور پُوری آزادی۔

ش: یعنی شرائط وجوب حج کہ جب وُہ جمع ہوں حج فرض ہوجائے اور ان میں سے ایک بھی فوت ہو تو نہیں، پانچ ہیں:

اول: بلوغ: کہ بچّے پر فرض نہیں، کرے [عہ۳] گا تو نفل ہوگا اور ثواب اسی کے لئے ہے۔ باپ [عہ۴] وغیرہ مربّی تعلیم وترتیب کا اجر پائیں گے۔ پھر بعد بلوغ شرطیں جمع ہوں گی اس پر حج فرض ہوجائے گا، بچپن کا حج کفایت نہ کریگا۔

دوم: اسلام: کہ کافر پر ایمان لانے کے سوا کوئی عبادت فرض نہیں، نہ اُس کے ادا کیے ادا ہوسکیں، جب مسلمان ہوگا تو سب احکام اس کی طرف متوجہ ہونگے۔

سوم: عقل، کہ مجنون ومعتوہ پر فرض نہیں۔ معتوہ وہ جس کے ہوش وحواس درست نہ ہوں، بہکی بہکی باتیں کرے، رائے میں فساد ہو، پھر اس [عہ۵] کے ساتھ مارے، گالیاں دے تو مجنون ہے۔

عہ۱: "ف" وہاں آئی جہاں کوئی تازہ بات لکھی یا قولِ متن پر کچھ کلام کیا یا مذہبِ حنفیّہ کا خلاف بتایا ۱۲منہ)

عہ۲: حجِ اسلام حجِ فرض کو کہتے ہیں یعنی پہلا حج کہ مکلّف ادا کرے ۱۲منہ)

عہ۳: قیدِ عقل خود مفادِ عبارت ہے ظاہر ہے کہ اُس کا حج کرنا جبھی کہیں گے کہ اتنی سمجھ رکھتا ہو اور بے سمجھ بچّے کی عبادت کچھ معتبر نہیں، نہ وُہ فرض ہو نہ نفل واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ)

عہ۴: یعنی یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ بچّوں کی عبادت کا ثواب ماں باپ پاتے ہیں اُنہیں نہیں ہوتا، غلط ہے، بلکہ عبادت کا ثواب اِنہیں اور تعلیم کا اُنہیں ۱۲منہ۔)

عہ۵: هذا احسن ماقيل فی الفرق بينهما شامی عن البحر ۱۲منه (م) | دونوں میں فرق کی بابت اقوال میں سے یہ احسن ہے، یہ شامی نے بحر سے نقل کیا ہے (ت)

چہارم [۴] پوری آزادی : کہ مکاتب ومدبر وام ولد [عــہ۱] پر فرض نہیں، جب تک کامل آزاد نہ ہوں، ہاں کرلیں تو نفل ہوگا۔ پھر بعد آزادی کامل اجتماع شرائط ہوا تو حج فرض ادا کرنا پڑے گا۔

ف: مولیٰ نے اپنے غلام سے کہا میں نے تجھے مال پر مکاتب کیا یا اتنا مال مقرر کیا کہ مال لادے تو آزاد ہو۔ اور غلام نے قبول کرلیا۔ اسے عقد کتابت کہتے ہیں اور اس غلام کو مکاتب۔ اور جو کہا تو میرے بعد آزاد ہے تو یہ مدبر ہوا، اور جو کنیز اپنے مولیٰ کے نطفے [عــہ۲] سے بچہ [عــہ۳] جنے وہ ام ولد ہے، ان سب کی غلامی میں ایک طرح کا فرق آجاتا ہے پر حج فرض ہونے کو پوری حریت درکار ہے۔

ف: مکلّف عاقل بالغ کو کہتے ہیں تو بعد ذکر تکلیف، ذکر عقل کی حاجت نہ تھی، پر جناب مصنف نے فرمایا میری مراد تکلیف سے صرف بلوغ ہے۔

ف: کافروں پر ایمان کے سوا اور عبادتیں فرض ہونے میں علماء کو اختلاف ہے۔ شافعیہ کے نزدیک فرض ہیں اور یہی مذہب علمائے عراقیین عہ ۴ کا ہے اور یہی معتمد عہ ۵ وراجح تر ہے، فقیر کہتا ہے اس تقدیر پر اسلام کو

عــہ۱: یونہی معتق البعض ۲ امنہ)

عــہ۲: اشارۃ الی انہ لایشترط تحبلھا بجماع المولی حق لو استدخلت منیہ فی فرجھا فحبلت وولدت صارت ام ولد [1] کما فی الدر ۱۲ منہ (م)

ام ولد بننے کے لیے مالک کے جماع سے حاملہ بننا شرط نہیں بلکہ کسی طرح مالک کی منی کو اپنی شرمگاہ میں ڈالنے سے حاملہ ہوجائے تو بھی ام ولد بن جائیگی جیسا کہ دُر میں ہے ۲ امنہ)

عــہ۳: عنداللہ اسی قدر سے ام ولد ہوجاتی ہے کما فی الدر ہاں قضاءً پہلی بار مولیٰ کا اقرار بھی شرط ہے یعنی وہ کہے کہ یہ بچہ میرا ہے۔ جس کنیز کے لیے ایک دفعہ یہ اقرار کرلیا دوسرے بچے میں قضاءً بھی یہ اقرار شرط نہ رہا البتہ نفی سے منتفی ہوجائے گا اگر زمانہ دراز تک ساقط نہ رہا ہو کہ فراش متوسط ہے قوی نہیں ۱۲ منہ)

عــہ۴: مشائخ سمرقند اصلاً فرض نہیں مانتے، ائمہ بخارا فرماتے ہیں ان پر فرائض کا اعتقاد فرض ہے ادا فرض نہیں۔ منار میں اسی کو صحیح کہا، ثمرہ اختلاف یہ ہے کہ سمرقندیوں کے نزدیک کافروں پر صرف ترک ایمان کے سبب عذاب ہوگا۔ بخاریوں کے نزدیک فرائض کے نہ ماننے پر بھی عراقیوں کے نزدیک ان کے بجانہ لانے پر بھی ۱۲ منہ غفرلہ۔)

عــہ۵: علامہ ابن نجیم ومحقق علائی نے فرمایا:

---

[1] درمختار باب الاستیلاد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۸۷

شرط وجوب عــہ۱ ٹھہرانے میں تامل ہے بلکہ شرط صحت عــہ۲ ادا ہے۔ مگر یہ کہا جائے کہ وجوب سے مراد وہ وجوب ہے جس کے باعث دنیا میں مواخذہ ہوسکے کہ کفار پر ترک فرائض میں احتساب نہیں، نترکھم ومایدینون فافھم (ان کے دین کے معاملہ میں ان سے تعرض نہ کرینگے۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم

م: ثم استطاعۃ السبیل شرطھا فلیك بالحفظ لھدی ضبطھا

ت: پھر راہ پر قدرت شرط حج ہے۔ پس چاہئے کہ انھیں حفظ کرکے خوب خیال میں رکھا جائے۔

ش: یعنی شرط پنجم استطاعت ہے کہ علاوہ مصارف ضروری کے اس قدر مال کا مالک ہو جو مکہ تک اپنی خواہ کرایہ کی سواری میں، کھانے پہننے کا متوسط، صرف کرتا جائے اور حج کرکے اسی طرح لوٹ آئے اور ضروری مصارف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وھو المعتمد لان ظاہر النصوص یشھد لھم وخلافہ تاویل۔[1] (م)

یہی معتمد علیہ ہے کیوں کہ نصوص کا ظاہر اسی پر گواہ ہے اور اس کا خلاف تاویل ہے۔ (ت)

قرآن مجید میں صاف ارشاد ہوا:

مَاسَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ ﴿۴۷﴾[2] ۱۲ منہ (م)

تمھیں کس چیز نے جہنم میں پہنچایا، انھوں نے کہا ہم نمازی نہ تھے اور مسکینوں کو کھانا نہ کھلاتے اور سازشیں کرنیوالوں کے ساتھ شریک ہو کر ہم بھی حصہ لیتے اور ہم یوم جزا کا انکار کرتے یہاں تک کہ موت آگئی ۱۲منہ (ت)

عــہ ۱: کہ اس مذہب صحیح پر وجوب درکنار وجوب ادا ہے لہذا شرائط مرسوم یعنی صحت ادا کی طرف عدول کیا ۱۲منہ

عــہ ۲: **اقول:** بل لك ان تقول لما لم یکن الکافر من من اھل النیّۃ والنیۃ شرط الصحۃ کان الاسلام مندرجا فیھا لاشرطا بحیالہ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ (م)

میں کہتا ہوں، آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کافر جب نیت کرنے کا اہل نہیں جبکہ نیت صحت حج کے لیے شرط ہے تو یوں اسلام کا شرط ہونا پایا گیا، علیحدہ شرط نہ سہی، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

---

[1] کشف الاستار حاشیہ در مختار حاشیہ نمبر ۴ کتاب الحج مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۶۰

[2] القرآن ۷۴/ ۴۲تا ۴۷

جیسے رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، گھر کا اثاثہ، اہل وعیال کا نفقہ، قرضخواہوں کا قرض، پیشہ ور کو آلات حرفہ۔ سوداگر کو اتنی پونجی جس سے اپنی اور اپنے بال بچوں کی کفایت کے لائق کماسکے، طالب علم کے لیے ضروری [عہ۱] دینی کتابیں، اور جنھیں سواری ہتھیار کی حاجت ہو ان کے لیے یہ بھی۔

ف: یہ استطاعت حج کے مہینوں میں درکار ہے یعنی شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ، اور جو دُور کے ساکن ہیں کہ پہلے سے چلتے ہیں توجب اس شہر کے لوگ جائیں ورنہ اس سے پہلے اگر استطاعت تھی اور یہ وقت نہ آنے پایا کہ جاتی رہی توحج فرض [عہ۲] نہ ہوگا،

ف: ہمارے امام کے نزدیک تندرستی شرط ہے یعنی بدن میں وہ آفت نہ ہو جو سفر سے معذور کردے جیسے اپاہج، مفلوج، اتنا بوڑھا کہ سواری پر نہ ٹھہر سکے، مگر صاحبین فرماتے ہیں ان پر حج بدل کرانا فرض ہے۔

م: صفة الاحرام

ش: یعنی احرام کی کیفیت اور اس کے سنت وفرض کا بیان

م: **تجود عن المخیط واجب لِمُحْرِمٍ من غیر عذر لازب**

ت: سلے کپڑے اتارنے واجب ہیں احرام والے پر، اگر کوئی عذر لاحق نہ ہو [عہ۳]۔

ف: اگر کسی عذر کے سبب سلا کپڑا پہن لے گا تو گنہگار نہ ہوگا ہمارے نزدیک ۱۲منہ ورنہ کفارہ توہر حال دینا لازم آئے گا۔

ت: یونہی احرام دو کپڑوں میں ہے بے سلے پاک ستھرے۔

ش: یعنی جب احرام چاہے سلے کپڑے، عمامہ، ٹوپی، موزے اتارے، چادر، تہبند بے سِلی اوڑھے باندھے۔

عہ۱: منطق فلسفہ کی کتابیں اس میں داخل نہیں ۱۲منہ)

عہ۲: یعنی جس سال استطاعت ہوئی اسی سال وقت آنے سے پہلے جاتی رہی ورنہ اگر ایک سال وقت تک باقی تھی توحج فرض ہوچکا اب ساقط نہ ہوگا اگرچہ دوسرے برس وقت سے پہلے استطاعت زائل ہوجائے ۱۲)

عہ۳: **اللازب اللازم ولایشترط لزوم العذر بل وجوده حین ارتکاب المحظور فلذا فسره باللاحق ۱۲منه (م)**

لازب، لازم کو کہتے ہیں، جبکہ عذر کا لزوم نہیں بلکہ ممنوع کے ارتکاب کے وقت اس کا وجہ شرط ہے، اسی لیے اس کی تفسیر میں لاحق کہا ہے ۱۲منہ (م)

ف: نئے سفید ہوں تو بہتر ورنہ دھُلے اُجلے اور ان میں رفو یا پیوند بھی اچھا نہیں، پر جائز ہے۔اور ہمیانی یا تلوار کے پر تلے کا ڈر نہیں۔

م: ینوی اداء النسك بالجنان وفضله فی القول باللسان

ت: نیت کرے حج یا عمرہ کی دل سے اور زیادہ خوبی زبان سے کہنے میں ہے۔

ش: یعنی جامع احرام پہن کر اب جو کچھ ادا کیا چاہتا ہے (حج خواہ عمرہ یا دونوں) اس کی نیت دل سے کرے اور زبان سے بھی الفاظ نیت کہنا بہتر ہے، مثلاالٰہی میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کر اور قبول فرما۔

م: ملبیا جهرا من المیقات وذا کر الله فی الحالات

ت: لبّیك کہتا ہوا باآواز میقات سے اور خدا کی یاد کرتا ہوا مختلف حالوں میں۔

ش: میقات ان مقاموں کو کہتے ہیں جو شرع مطہر نے احرام کے لیے مقرر کیے ہیں کہ باہر [عہ۱] سے مکہ معظّمہ کا قصد کرنے والے کو بے احرام ان مقاموں سے آگے بڑھنا حرام ہے، ہندیوں کو وہ جگہ سمندر میں آتی ہے جب کوہ یلملم کی یدھ میں پہنچتے ہیں۔

ف: رکن احرام کے صرف دو ہیں، دل سے نیت اور اس کے ساتھ زبان سے وہ ذکر جس میں اللہ تعالٰی کی تعظیم ہو، خواہ لبیك یا کچھ اور مثل سبحان الله یا الحمدلله یا الله اکبر یا اللهم اغفر لی [عہ۲] وغیرہ ذلک، جب یہ دونوں [عہ۳] باتیں پائی گئیں احرام باندھ گیا اور جو کچھ محرم پر حرام تھا

عہ۱: باہر سے مکہ مکرمہ کا قصد اس لیے کہا کہ اگر آفاقی یعنی باہر والا میقات کے اندر کسی مکان مثل جدّہ یا خلیص کا قصد کرکے میقات میں داخل ہو جائے تو اب آفاقی نہ رہا میقاتی ہو گیا اسے وہاں سے مکہ معظّمہ میں بے احرام جانا جائز ہے ۱۲منہ)

عہ۲: اشارة الی انه لا یشترط کون الذکر خالصّا کما فی تحریمة الصلٰوة بل یکفی مطلقا ولو مشوبا بالدعاء هو الصحیح[1] کما فی المسلك المتقسط ۱۲منه(م)۔

اس میں اشارہ ہے کہ خالص ذکر شرط نہیں ہے جیسا کہ نماز کے تحریمہ میں ہوتا ہے بلکہ دعائیہ کلمات بھی ملے ہوں تو صحیح ہے جیسا کہ مسلک متقسط میں ہے ۱۲منہ)

عہ۳: احرام کبھی تقلید و سوقِ بدنہ سے ہوتا ہے مگر اس کے بیان میں طول تھا اور ہندیوں میں اس کا رواج نہیں لہٰذا اسی پر اکتفاء کیا گیا ۱۲منہ)

---

[1] مسلک متقسط مع ارشادی الساری باب الاحرام دار الکتاب العربی بیروت ص ۷۰

حرام ہوگیا۔ پَر لبیك کہنا سنت عــہ اور مُحرِم کے لیے ہر ذکر سے بہتر ہے جہاں تک ہوسکے اس کی کثرت کرے۔ اس کے

عــہ: وقع فی اللباب ان التلبیة مرة فرض [1] وفی النهر والدر انها مرة شرط قال القاری [2] وهو عند الشروع لا غیر [3] لکن التحقیق ان الفرض والشرط انما هو مطلق الذکر لاخصوص التلبیة کما حققه فی البحر قال وقول من قال انها شرط مراده ذکر یقصد به التعظیم لاخصوصها [4] وتمامه فی ردالمحتار اقول وقد نص فی اللباب قبیل ما مران کل ذکر یقصد به تعظیم الله سبحانه یقوم مقامه التلبیة [5] اھ وفیه فی صدر باب الاحرام شرائط صحته الاسلام والنیة والذکر اوتقلید البدنة [6] اھ ثم عد من سننه تعیین التلبیة قال القاری هناك التلبیة اوما یقوم مقامها من فرائض الاحرام عند اصحابنا [7] اھ وفی الدر یصح الحج بمطلق النیة ولو بقلبه

لباب میں مذکور ہے کہ تلبیہ ایک مرتبہ فرض ہے، اور نہر اور در میں ہے کہ ایک بار شرط ہے۔ ملا علی قاری نے کہا کہ یہ صرف شروع میں ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ فرض اور شرط تلبیہ نہیں بلکہ مطلقًا ذکر ہے جیسا کہ بحر میں اس کی تحقیق ہے انھوں نے کہا کہ جس نے کہا تلبیہ شرط ہے اس کی مراد یہ ہے کہ تعظیم پر مشتمل ذکر نہ کہ خاص تلبیہ، مکمل بحث ردالمحتار میں ہے **اقول:** لباب میں تصریح ہے کہ جو ذکر تعظیم پر مشتمل ہو وہ تلبیہ کے قائم مقام ہوتا ہے اھ اسی میں باب الاحرام کے شروع میں ہے کہ احرام کے صحیح ہونے کی شرط اسلام، نیت، ذکر اور بُدنہ کے گلے میں قلادہ باندھنا ہے اھ پھر اس کی سنتوں میں تلبیہ کو ذکر کیا، ملا علی قاری نے کہا کہ یہاں تلبیہ یا اس کے قائم مقام احرام کے فرائض ہیں ہمارے اصحاب کے ہاں اھ در میں ہے کہ حج، مطلق خواہ صرف دل سے (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] لباب المناسک مع ارشاد الساری فصل وشرط التلبیۃ الخ دارالکتاب العربی بیروت ص ۷۰

[2] درمختار فصل فی الاحرام مطبع مجتبائی دہلی ۱ /۱۶۳

[3] مسلک متقسط مع ارشاد الساری فصل وشرط التلبیۃ الخ دارالکتاب العربی بیروت ص ۷۰

[4] بحرالرائق باب الاحرام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۳۲۲

[5] لباب المناسک مع ارشاد الساری فصل وشرط التلبیۃ الخ دارالکتاب العربی بیروت ص ۷۰

[6] لباب المناسک مع ارشاد الساری فصل وشرط التلبیہ الخ دارالکتاب العربی بیروت ص ۶۲

[7] مسلک متقسط مع ارشاد الساری باب الاحرام دارالکتاب العربی بیروت ص ۶۲

الفاظ مسنونہ یہ ہیں:

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ لاَ شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ عــہ لاَ شَرِیْكَ لَكَ	میں تیرے دربار میں حاضر ہوگیا الٰہی! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوگیا، میں حاضر ہوگیا ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوگیا ہوں، بلا شبہ تعریف اور نعمت اور ملک تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔(ت)

صبح وشام کے وقت اور ہر نماز کے بعد اور بلندی پر چڑھتے۔ پستی میں اترتے، دوسرے قافلہ سے ملتے، ستاروں کے ڈوبتے، نکلتے کھڑے ہوتے، بیٹھتے، چلتے، ٹھہرتے غرض ہر حالت کے بدلنے زیادہ کثرت کرے۔

ف: احرام کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ غسل کرے، بدن سے مَیل اتارے، ناخن ترشوائے، خط بنوائے، موئے بغل و زیر ناف دُور کرے، سر مُنڈانے کی عادت ہو تو منڈائے ورنہ کنگھی کرے، تیل ڈالے، بدن میں خوشبو لگائے، پھر جامہ احرام پہن کر دو رکعت نماز بہ نیت سنت احرام پڑھے۔ پھر وہیں قبلہ رو بیٹھا دل وزبان سے نیت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لکن بشرط ومقارنتها بذكر يقصد به التعظيم [1] اھ فانکشف الغطاء والحمد للّٰہ رب العٰلمین ۱۲منہ (م)

ہو، صحیح ہوجاتا ہے بشرطیکہ نیت کے ساتھ کوئی ایسا ذکر ہو جس سے تعظیم مقصود ہو اھ تو اس سے پردہ چھٹ گیا والحمد للّٰہ رب العٰلمین ۱۲منہ (ت)

عــہ: قوله الملك استحسن الوقف علیه لئلا یتوھم ان مابعد خبرہ [2] شرح اللباب ونقل بعضهم انه مستحب عند الائمة الاربعة [3] اھ ردالمحتار، اقول ولم یجب لان المعنی الوہم ایضاً صحیح فی نفسه وان لم مرادا ۱۲ منہ (م)

لفظ "الملک" پر وقف بہتر ہے تاکہ مابعد کے خبر ہونے کا احتمال پیدا نہ ہو، شرح لباب، اور بعض نے نقل کیا ہے کہ یہاں وقف، ائمہ اربعہ کے ہاں مستحب ہے اھ ردالمحتار، اقول یہ وقف واجب نہیں کیونکہ بعد کے ساتھ ملانے سے جس معنٰی کا وہم ہوسکتا ہے وہ بھی درست ہے اگرچہ وہ معنٰی یہاں مراد نہیں ۱۲منہ (ت)

[1] درمختار فصل فی الاحرام مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۶۳

[2] مسلک متقسط مع ارشاد الساری فصل ثم یصلی رکعتین دار الکتاب العربی بیروت ص ۶۹

[3] ردالمحتار فصل فی الاحرام مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۷۳

کرے بآواز تین [3] بار لبیك کہے، آسانی و قبول کی دعا مانگے، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

م: مُحرمات الاحرام

ت: وہ باتیں جن کا احرام میں کرنا حرام ہے

م: لبس مخیط الثیاب حرماً　　من غیر علۃ علٰی من احرماً

ت: سِلا کپڑا پہننا حرام ہے بے کسی بیماری کے احرام والے پر۔

ف: واضح ہو کہ جو باتیں احرام میں حرام ہیں وہ اگر کسی عذر سے کیں یا بھول کر ہوئیں تو گناہ نہیں پر ان کا جو جرمانہ مقرر ہے وہ ہر طرح دینا ہوگا اگرچہ بے قصد واقع ہوں یا سہو سے یا مجبوری کو یا کسی کے جبر سے یا سوتے میں یا کسی طرح اور، سِلا کپڑا احرام جب ہے کہ بطور معتاد استعمال میں آئے ورنہ جُبّہ یا کرتے کا تہ بند باندھا انگرکھا یا پاجامہ بدن پر ڈال کر سویا تو حرام نہیں اگرچہ چاہئے نہ تھا۔

م: ویحرم الطیب کمثل الاٰس　　ودھن شعر لحیۃ وراس

ت: اور حرام ہے خوشبو جیسے آس عہ۲ اور تیل لگانا داڑھی یا سر کے بالوں میں۔

ف: بدن یا کپڑوں عہ۳ میں خوشبو لگانا حرام ہے اور سونگھنا مکروہ، اور خوشبو کا تیل اور روغن زیتون

عہ۱: مگر نہ حد سے زائد جس میں اذیت ہو، اور عنقریب آتا ہے کہ عورت آہستہ کہے۔

ووقع فی المنسك المتوسط انہ یستحب ان یرفع بہا صوتہ الا ان یکون فی مصر [1]، اھ ولم ارہ لغیرہ ثم وجہہ القاری بخوف الریاء والسمعۃ اقول وفیہ نظر ظاھر ولذا قال القاری ان الاظھر ان یکون یتضرر فصحت علٰی بعض من حرر [2] ۱۲ منہ (م)

منسک متوسط میں ہے کہ آواز بلند کرنا مستحب ہے۔ مگر شہر میں مستحب نہیں اھ، کسی اور جگہ یہ نہیں دیکھا، پھر علامہ قاری نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا شہر میں بلند کرنے میں ریاکاری کا خوف ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں غور کی ضرورت ہے۔ اسی لیے ملا علی قاری نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ اس میں دوسروں کو ضرر ہے۔ تحریر کرنیوالے کو اشتباہ ہوگیا ہے، ۱۲ منہ (ت)

عہ۲: بفارسی درخت مورد نامند بروزن دوست ۱۲

فارسی میں دوست کے وزن پر، مورد ایک درخت کا نام ہے ۱۲ (ت)

عہ۳: احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی وہ لگی رہی تو مضائقہ نہیں بعد احرام کے لگانا حرام ہے ۱۲ منہ)

---

[1] منسک متوسط مع ارشاد الساری فصل وشرط التلبیۃ دار الکتاب العربی بیروت ص ۷۱ و ۷۲

[2] مسلک متقسط مع ارشاد الساری فصل وشرط التلبیۃ دار الکتاب العربی بیروت ص ۷۲

اور تل کا تیل عـــہ۱ اگرچہ خالص ہوں بالوں میں یا بدن میں لگانا جائز نہیں، اور گھی یا چربی جائز ہے۔

م: حلق شعر ثم قلم ظفر عقد النکاح ثم صید البر

ت: اور بال مُونڈنا، ناخن کترنا، عقد نکاح، جنگلی شکار۔

ش: یعنی سر سے پاؤں تک کسی جگہ کے بال مونڈ کر، کتر کر، نورہ سے، موچینہ سے، آپ یا دوسرے کے ہاتھ سے دور کرنا اصلا جائز نہیں، مگر جو بال آنکھ میں نکلے، اور نکاح کرنا حنفیّہ کے نزدیک اور دریا کا شکار عـــہ۲ بالاتفاق جائز ہے۔

ف: اس کے سوا منہ عـــہ۳ یا سر کو ڈھانکنا اگرچہ سوتے میں، یا کسی سے ناحق لڑنا، یا جماع کرنا، یا شہوت سے بوسہ لینا عہ۴، یا مساس کرنا، یا عورتوں کے آگے جماع کا تذکرہ لانا، کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو، جنگلی شکار عہ۵ کے ہلاک میں کسی طرح شریک ہونا مثلا شکاری کو بتانا، اشارہ کرنا، بندوق یا بارود دینا، ذبح کے لیے چُھری دینا، اس کے انڈے توڑنا، پَر اُکھاڑنا، پاؤں یا بازو توڑنا، اس کا دودھ دوہنا، اس کا گوشت یا

عـــہ۱: ان دو تیلوں میں اگرچہ خوشبو نہیں ناجائز ہیں، ان کے سوا اور بے خوشبو کے تیل جیسے روغن بادام وغیرہ، درمختار سے ان کا جواز نکلتا ہے اور شرح لباب میں مطلقًا ناجائز کہا، **واللہ تعالٰی اعلم** ۱۲منہ)

عـــہ۲: یعنی جبکہ خاص کھانے یا دوا کی غرض سے ہو، یا مذہب راجح پر بطور پیشہ و حرفت بھی، ورنہ تفریحًا شکار جیسا کہ آجکل عوام میں رائج، دریا کا ہو یا جنگل کا، احرام میں ہو یا غیر احرام میں، ہر طرح حرام ہے **کما فی الدر المختار وغیرہ** (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔ت ۱۲منہ)

عـــہ۳: یعنی کل منہ یا بعض، یہاں تک کہ تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھے لیٹنا جائز نہیں، ہاں چت یا کروٹ سے روا ہے اگرچہ اس میں رخسارے یا سر کے ایک ٹکڑے کا ڈھانکنا ہوا کہ شرع میں خاص اس کی اجازت ہے اور اس میں مرد وزن کا ایک حکم ہے یہاں تک کہ اسے منہ چھپانے کے لیے روا نہیں کہ پنکھا وغیرہ منہ پر رکھ لے بلکہ سر پر منہ سے الگ یوں رکھے کہ آڑ ہوجائے۔ ہاں سر کا ڈھانکنا عورت کو احرام میں بھی ضرور ہے ۱۲ **منہ غفرلہ**)

عـــہ۴: یعنی اپنی عورت یا کنیز شرعی کے ساتھ بھی یہ باتیں بشہوت ناروا ہیں پھر غیر کے ساتھ دوہرا گناہ، ایک تو فعل آپ ہی ناجائز دوسرے احرام کا محظور ۱۲منہ)

عـــہ۵: پالتو جانور جیسے اونٹ، گائے، بکری، مرغی کے ذبح کرنے، کھانے پکانے میں حرج نہیں ۱۲ **منہ غفرلہ**)

یا انڈے پکانا، بیچنا، خریدنا، کھانا، جُوں کے ہلاک پر کسی طور باعث ہونا مثلاً مارنا، پھینکنا، کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا، کپڑا اس کے مر جانے کے لیے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا،
وسمہ عـــہ۱ یا مہندی کا خضاب لگانا، بال خطمی سے دھونا، گوند وغیرہ سے جمانا سب ناجائز ہے۔ اسی طرح تمام چھوٹے بڑے گناہ کو ہمیشہ بُرے ہیں اور احرام میں بہت زیادہ بُرے۔

م:　وحکم مرأۃ کذا الکنّما　　احرامھا فی وجھھا فلزم
ان لا تغطیہ وفی لباسھا　　المخیط تبقی وغطاء راسھا

ت: اور اسی طرح عورت کا حکم ہے لیکن اس کا احرام صرف چہرے میں ہے تو لازم ہوا کہ منہ چھپائے اور سلے کپڑوں میں رہے۔ سر ڈھکے۔

ش: یعنی اوپر جو باتیں گزریں ان میں عورت مثل مرد کے ہے مگر اسے سلے کپڑے پہننا، سر ڈھکنا روا ہے صرف چہرے پر کپڑا نہ عـــہ۲ آنے دے۔

ف: پردہ نشین عورت کوئی پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہوا سامنے رکھے اور عورتیں لبیک بآواز عـــہ۳ نہ کہیں،

عـــہ۱: مہندی دو وجہ سے حرام ہوئی: ایک تو خوشبو ہے، دوسرے اس کے لگانے سے بال چھپ جاتے ہیں تو سر یا منہ کا ڈھانکنا ہوا، اور وسمہ اگرچہ خوشبو نہیں بال چھپائے گا، پھر سیاہ خضاب ہمیشہ ناجائز ہے مگر جہاد میں، تو محرم کو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوا۔ حدیث میں ہے: دوسری حدیث میں ہے:
"وہ جنت یک بو نہ سونگھیں گے [1]۔" ہاں اگر کوئی رقیق تیل بے خوشبو جس سے بال کالے نہ ہوں لگایا جائے تو وہ اس اختلاف قاری وعلائی پر ہوگا جو اوپر گزرا، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ)

عـــہ۲: کپڑے سے مراد ہر چھپانے والی چیز ہے، پنکھے کا مسئلہ اس پر دلیل ہے ۱۲منہ)

عـــہ۳: بآواز کے یہ معنٰی نہیں کہ چلا کر نہ ہو بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ ہی سنے کسی اجنبی مرد کے کان تک نہ جائے کہ

---

[1] کنز العمال محظورات الخضاب حدیث ۱۷۳۳۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۶۷۱

م: والحج بالجماع بتّا یفسد قضاؤہ فی قابل یؤکد
مالم یکن ذاجاھلًا اوناسیاً فما علیہ ان یکون فادیاً

ت: اور حج جماع سے بے شبہ فاسد ہوجاتا ہے قضا اس کی سال عہ۱ آئندہ میں ضروری ہوتی ہے، جب تک یہ شخص ناواقف یا بھولا ہوا نہ ہو کہ اس پر فدیہ دینا لازم نہیں۔

م: ولا فدا البیع التی فدا کرھت وطأ ولا فساد فیما قد قضت

ش: خلاصہ یہ کہ اگر حج میں قبل تحلل اول عہ۲ کہ دسویں تاریخ منیٰ میں ہوتا ہے یا عمرہ میں قبل اس سے فراغ کلی کے باختیار خود قصداً جماع کیا اور اس کی حرمت سے اگاہ بھی تھا تو وہ حج یا عمرہ فاسد ہوجائے گا اور اس پر فرض ہے کہ اسے پورا کرکے پھر اعادہ کرے اور جرمانہ میں بُدنہ یعنی ایک اونٹ دے، اور جو بعد اس کے کیا یا حرمت نہ جانتا تھا یا بھولے سے کر بیٹھا یا کسی کا جبر تھا تو مذہب اصح پر نہ حج وعمرہ فاسد ہو نہ فدیہ آئے۔

ف: یہ سب تفصیل مذہب شافعیہ کی تھی اور حنفیّہ کے نزدیک اگر حج میں وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد، اور اسے بدستور پورا کرکے ذبح شاۃ (بکری) واعادہ لازم، اور وقوف کے بعد کئے سے حج اصلًا فاسد نہیں ہوتا، پھر اگر حلق وطواف فرض سے بھی فارغ ہو کر کیا تو کچھ جرمانہ بھی نہیں، اور ان دونون سے پہلے کیا تو بدنہ لازم آئیگا یعنی اونٹ یا گائے، اور دونوں کے بیچ میں واقع ہوا یعنی طوافِ زیارت کے بعد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس میں فتنہ ہے اور اپنا سننا ہر گز ذکر وقرات وکلام میں ضرور ہے اس کے بغیر فقط زبان ہلانے کا کچھ اعتبار نہیں یہاں تک کہ نماز میں قرات ایسی پڑھی کہ اپنے کان تک نہ آئے وہ قرات نہ ٹھہرے گی اور اصح مذہب پر نماز نہ ہوگی، بہت لوگ اس مسئلہ سے ناواقف ہیں ۱۲ منہ)

عہ۱: یعنی اس میں یہ نہیں کہ اب فاسد تو ہوگیا ہے جب چاہیں گے قضاء کرلیں گے، بلکہ فوراً سال آئندہ ہی قضاء کرلیں ۱۲منہ غفرلہ)

عہ۲: دسویں کو جو رمی جمار کرتے ہیں سب کچھ حلال ہوجاتا ہے مگر عورتیں، یہ پہلا تحلل ہوا، پھر جب طوافِ زیارت کیا عورتیں بھی حلال ہوگئیں، یہ تحلل آخر وتحلل تام ہوا، یہ مذہب امام شافعی کا ہے۔ ہمارے نزدیک پہلا تحلل حلق سے ہوتا ہے جب تک حلق نہ کیا کوئی چیز حلال نہیں اگرچہ رمی کرچکے ۱۲منہ

حلق سے پہلے یا بالعکس تو بکری دینی آئے گی مگر بہت علماء صورتِ عکس عہ امیں بدنہ کہتے ہیں، اور عمرہ میں چار طواف سے پہلے فساد ہے اور اتمام وذبح شاۃ واعادہ ضرور، اور چار کے بعد صرف ذبح ہے فساد نہیں، اور ان احکام میں برابر ہے قصداً یا بھولے سے، باختیار خود یا جبر سے، دانستہ یا نادانستہ، واللہ تعالٰی اعلم

م: ارکان الحج

ش: یعنی حج وعُمرہ کے رکن

ف: رکن شے کا وہ ہے جس سے اس کے نفس ذات کا قوام ہو جیسے نماز کے لیے رکوع، سجود، قیام، قعود اور شرط خارج موقوف علیہ کو کہتے ہیں یعنی حقیقت شی میں داخل نہ ہو پر اس کے بغیر شی موجود نہ ہو

عــــہ: یعنی جبکہ جماع حلق کے بعد طواف سے پہلے ہو

ففی الھدایۃ والکافی والمجمع واللباب والتنویر والدر وغیرھا ان فیہ شاۃ[1] قال فی ردالمحتار ھو ما علیہ المتون ومشی فی المبسوط والبدائع والاسبیجابی علی وجوب البدنۃ وفی الفتح انہ الاوجہ لاطلاق ظاھر الروایۃ وناقشہ فی البحر والنھر [2] اھ وکذا حکاہ فی اللباب وعلی الاول مشی القدوری وشراحہ وبالجملۃ فالموضع نزاع والاول ارفق وھذا احوط واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (م)

تو ہدایہ، کافی، مجمع، لباب، تنویر اور در وغیرہ میں ہے کہ اس میں بکری لازم ہے۔ ردالمحتار میں کہا کہ اس پر متون وارد ہیں۔ اور مبسوط، بدائع، الاسبیجابی اس پر بدنہ کے وجوب کے قائل ہیں، اور فتح میں ہے کہ یہی ظاہر الروایت کے اطلاق سے موافق ہے۔ اور بحر اور نہر میں اس پر مناقشہ بیان کیا ہے اھ اور یوں ہی لباب میں حکایت کیا گیا ہے، اور پہلے قول پر قدوری اور اس کے شارحین نے رجحان ظاہر کیا ہے، غرضیکہ یہ مقامِ نزاع ہے، پہلا قول آسان ہے اور دوسرا احتیاط پر مبنی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

---

[1] در مختار باب الجنایات مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۷۵

[2] ردالمحتار باب الجنایات مصطفٰی البابی مصر ۲/ ۲۳۰

جیسے نماز کے لیے وضو، نیت، استقبال، تکبیر اور کسی عمل کے فرائض وہ ہیں جن کے ترک عـــہ۱ سے عمل باطل ہوجائے اور واجبات کے ترک سے باطل نہیں ہوتا، اس میں خلل آتا اور ناقص ہوجاتا ہے جیسے نماز میں الحمد، سورت، التحیّات وغیرہا۔

م: للحج ارکان تعد ستة لابد ان تحفظهن البتة

ت: حج عـــہ۲ کے چھ رکن ہیں ضرور ہے کہ تو انھیں یاد کرے جزمًا

عـــہ: یہ تعریف رکن وشرط دونوں کو شامل، تو فرض ان سے عام ہے، وفی المسلك المتقسط الفرائض اعم من الارکان والشرائط وغیرهما کا لاخلاص فی العبادة [1] اقول یظهر لی ان هذا فی الفرض فی نفسه ومنه الاخلاص فانه فرض بحیاله ولیس من فرائض الصلوة مثلا والا لبطلت بالریاء اما الفرض فی غیره فلا بد ان یتوقف وجوده علیه بمعنی انه لایصح الا به فان دخل فرکن وان کان خارجا موقوفا علیه وهذا هو معنی الشرط نعم قد یوخذ فی الشرط تقدمه وجودًا والمعیة بقاء کشروط الصلوٰة [2] واسطة کترتیب مالا یتکرر فی رکعة فافهم ۱۲ منه غفرله۔ (م)	مسلک متقسط میں ہے کہ فرائض، ارکان وشرائط وغیرہ سے عام ہیں جیسا کہ عبادت میں اخلاص اقول میرے ہاں ظاہر یہ ہے کہ یہ معاملہ نفس فرض کا ہے جس میں سے اخلاص بھی ہے کہ یہ مکمل فرض ہے حالانکہ یہ نماز کے فرائض میں سے نہیں ہے ورنہ نماز ریاکاری سے فاسد ہوجائے، لیکن غیر میں کوئی فرض ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس فرض پر اس غیر کا وجود موقوف ہو یعنی اس کے بغیر اس غیر کی صحت نہ ہوسکے، تو اب یہ فرض اس غیر میں داخل ہو تو رکن کہلائے گا اور اگر خارج ہو کر موقوف علیہ بنے تو شرط ہوگا، ہاں شرط میں کبھی وجود کے اعتبار سے مقدم ہونا اور بقاء کے اعتبار سے موقوف کے ساتھ رہنا بھی ملحوظ ہوتا ہے جیسا کہ نماز کی ان شرائط کی ترتیب جو ایک رکعت میں مکرر نہیں آتیں۔

عـــہ۲: یہ چھ کہ مصنف نے ذکر فرمائے ان میں ہمارے نزدیک تو اکثر رکن نہیں اور بعض بطور شافعیہ بھی محلِ کلام، فقیر نے ایضاح امام نووی میں کہ شافعیہ کے عمدہ مذہب واحد الشیخین میں مطالعہ کیا کہ انھوں نے ارکان حج صرف پانچ گنے ترتیب کو واجبات میں شمار کیا ولعل هذه روایة اخری فی مذهبهم (ہوسکتا ہے کہ ان کے مذہب کی یہ دوسری روایت ہو۔ ت) والله تعالٰی اعلم ۱۲ منہ)

[1] مسلک متقسط مع ارشاد الساری باب فرائض الحج دار الکتاب العربی بیروت ص ۴۵

[2] یہ عبارت نہیں پڑھی گئی ۱۲

م: للحج ارکان تعد ستة　　　لابد ان تحفظهن البتة

ت: حج کے چھ رکن ہیں ضرور ہے کہ توانھیں یاد کرے جزمًا

م: فنية الحج اول الصفة　　　ثم الوقوف معهم بعرفة

ت: پس نیت حج کی ساری ترکیب میں پہلے ہے پھر حاجیوں کے ساتھ عرفہ کے دن وقوف کرنا۔

ش: اس وقوف کے لیے جس طرح دن مقرر ہے یعنی عرفہ [عہ۱] کہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے یونہی مکان بھی معین ہے یعنی عرفات کہ مکہ معظّمہ سے پورب کو نو کوس ہے۔ تو مصنف کا فرمانا کہ حاجیوں کے ساتھ وقوف کرنا وہ اس سے تعیین مکان کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جہاں حجاج ٹھہرتے ہیں وہاں ٹھہرنا ورنہ وقوف میں اوروں [عہ۲] کے ساتھ ہونا ضرور نہیں۔

م: ثم طواف ثم سعی بالصفا　　　والحلق والترتيب فيما وصفا

ت: پھر طواف زیارت پھر صفا مروہ میں دوڑتا اور سر منڈانا اور ان افعال میں ترتیب۔

ش: یعنی پہلے نیت پھر وقوف پھر طواف پھر سعی، لیکن طواف و حلق میں ترتیب ضرور نہیں، اور حلق سے مراد عام ہے سر منڈانا یا بال کترانا، ہاں منڈانا افضل ہے۔

ف: ہمارے نزدیک رکن حج کے صرف [عہ۳] دو ہیں، سب میں بڑا رکن وقوفِ عرفہ، اس کے بعد طوافِ زیارت باقی نیت شرط ہے اور فرائض میں ترتیب فرض اور سعی و حلق واجب۔

م: ھٰذہ کذا للعمرۃ الارکان　　　سوی الوقوف ھٰکذا البیان

ت: یونہی یہ چیزیں عمرہ کی رکن ہیں سوا وقوف کے اسی طرح بیان چاہیے۔

ف: ہمارے ہاں رکن عمرہ صرف طوف ہے اور نیت شرط اور سعی و حلق واجب۔

ف: یہ نیت کہ حج و عمرہ میں شرط مانی گئی اس کے دو معنی ہیں ایک تو شروع میں حج یا عمرہ کا عزم

عہ۱: آگے شرح میں آتا ہے کہ وقوف کا وقت عرفہ کے دوپہر ڈھلے سے دسویں کی طلوع فجر تک ہے مگر یہ رات نویں تاریخ ہی کی رات گنی جاتی ہے، علماء نے فرمایا راتیں ہمیشہ آنے والے دن کے تابع ہوتی ہیں، مثلا جمعہ کی رات وہ ہے جس کی صبح کو جمعہ ہو، پر ایامِ حج کی راتیں گزرے دنوں کی تابع ہیں مثلاً شب عرفہ وہ رات ہے جو نویں تاریخ کے بعد آئے گی اور شبِ نحر دسویں کے بعد ۱۲منہ

عہ۲: دفع دخل مقدر ۱۲منہ)

عــــہ۳: ان کے سوا احرام میں بھی باآنکہ شرط ہے کئی مشابہتیں رکن کی ہیں کما بینه فی ردالمحتار اقول ولی فی اکثر ھن کلام بینته علٰی ھامشه ۱۲منہ جیسا کہ ردالمحتار میں بیان کیا ہے، میں کہتا ہوں کہ ان میں سے اکثر میں میری کلام ہے جو میں نے اس حاشیہ میں بیان کی ہے۔ت)

یہ بعینہٖ احرام ہے یعنی دل سے قصد اور اس کے ساتھ زبان سے ذکر خدا، دوسرے طوافِ رکن میں نیت طواف کہ وہ فرض ہے اور بے نیت عــــہ۱ ادا نہیں ہوتا تو اس کی نیت بھی شرط ٹھہری۔

حج کے فرض

ف: یہ فصل جنابِ مصنف نے نہ لکھی، ہمارے نزدیک رکن کے سوا اور بھی فرض ہیں اور واجبات الگ، لہٰذا اپنے طور پر بیان کرتے ہیں، حج میں دس فرض ہیں: ۱احرام، ۲وقوف، ۳طواف کے چار عــــہ۲ پھیرے، ۴ان میں طواف کی نیت، ۵وقوف کا عرفات میں ہونا، ۶اپنے وقت میں ہونا کہ زوال عــــہ۳ عرفہ سے فجر نحر تک ہے۔ ۷طواف کا مسجد الحرام میں ہونا، ۸اپنے وقت میں ہونا کہ فجر نحر سے آکر عمر تک ہے۔ ۹فرضوں میں ترتیب کہ پہلے احرام عــــہ۴ ہو پھر وقوف پھر طواف، ۱۰وقوف سے پہلے جماع عــــہ۵ سے بچنا، ان دس ۱۰ میں سے ایک بھی رہ جائے تو حج نہ ہو والعیاذ باللہ۔

واجبات الحج

حج کے واجب

م: الرمی للجمار والاحرام		کذا بمزدلفة المنام

ت: جمروں پر سنگریزے مارنا اور احرام، ایسا ہی مزدلفہ میں سونا۔

عــــہ۱: یہ اس لیے کہ دیا کہ وقوف عرفہ بھی فرض بلکہ رکن اعظم ہے پر وہ بے نیت بھی ادا ہو جاتا ہے تو اس کی نیت شرط نہیں ہو سکتی ۱۲منہ۔ عــــہ۲: ہر طواف میں سات پھیرے ہوتے ہیں یونہی اس طوافِ فرض میں بھی، مگر ان سے فرض فقط چار ہیں، انہی کے اعتبار سے اسے طواف فرض کہا جاتا ہے۔ باقی تین واجب ہیں نہ کیے تو دم دے گا، حج ہو گیا۔ اور چار سے کم کیے تو حج ہی نہ ہوا ۱۲ منہ

عــــہ۳: نویں تاریخ دوپہر ڈھلے سے دسویں پو پھٹے تک اس بیچ میں وقوف کا وقت ہے۔ اگر زوال عرفہ سے پہلے وقوف کرکے حدود عرفات سے باہر ہو گیا اور وقت میں اعادہ نہ کیا یا پہلے نہ کیا تھا صبح نحر چمکنے کے بعد کیا تو حج نہ ہو گا ۱۲منہ

عــــہ۴: اس فرض کو تین فرض کہہ سکتے ہیں احرام کا وقوف سے پہلے ہونا ایک، طواف پر تقدم دو، وقوف کا طواف سے پیشتر ہونا تین ۱۲ منہ۔ عــــہ۵: جماع سے بچنا ہمیشہ حج میں واجب ہے جب تک مطلقاً طوافِ فرض سے فارغ نہ ہو جائے پر وقوف تک احتراز فرض ہے کہ اس سے پہلے جماع موجب فساد ہوتا ہے پھر فساد نہیں کما مر ۱۲ منہ

ف: ہمارے نزدیک احرام فرض ہے **کَمَا سَبَقَ** (جیسا کہ پیچھے گزرا۔ت) ہاں[1] اس کا میقات عـــہ۱ سے ہونا واجب ہے۔

ش: منٰی ایک بستی ہے مکہ معظّمہ سے عرفات کی طرف تین کوس، وہاں تین جگہ ستون بنے ہیں انھیں جمار د جمرات کہتے ہیں اور ہر ایک جمرہ۔ دسویں تاریخ سے ان پر کنکریاں مارتے ہیں اورت منٰی سے تین کوس مزدلفہ ہے نویں شام کو عرفات سے پلٹ کر یہاں رات گزارتے ہیں دسویں کو منٰی آتے ہیں۔ شافعیہ کے نزدیک رات کا بڑا حصہ یہاں بسر کرنا واجب ہے، اسی لیے عـــہ۲ جنابِ مصنف سونا فرمایا ورنہ حقیقۃً سونے کا حکم کچھ نہیں۔

ف: ہمارے نزدیک واجب صرف اس قدر ہے کہ [2]مغرب وعشاء یہیں پڑھے [3]صبح کو کچھ دیر وقوف کرے، باقی رات کو رہنا واجب نہیں سنت ہے۔

م: **ثم المبیت بمنیٰ للرمی ثم الطواف للوداع ینوی**

ت: پھر رات کو [4]منی جمار کے لیے رہنا پھر [5]طواف رخصت کی نیت کرے

ف: منی میں دسویں، گیارھویں، بارھویں دن رمی جمار واجب ہے، شب باشی ہمارے نزدیک سنت ہے اور طواف وداع کہ رخصت کے لیے کرتے ہیں آفاقی یعنی باہر والے پر واجب ہے مکی تو دس دن کا ساکن ہے نہ کہ رخصت ہونے والا۔

ف: یہاں تک ہمارے مذہب کے پانچ واجب گزرے اور ان کے سوا اور بہت ہیں مثلاً صفا

عـــہ۱: لوگ تین قسم ہیں، [1]اہل حرم جو مکہ معظّمہ یا اس کے گرد ان مقاموں میں رہتے ہیں جہاں تک شکار وغیرہ حرام ہے۔ [2]اہل حل جو حرم سے باہر مواقیت کے اندر ہیں، [3]اہل آفاق جو مواقیت سے بھی باہر ہیں آفاقیوں کے لئے حج وعمرہ دونوں کی میقات انھیں مواقیت کے جیسے ہندیوں کے لئے محاذات یلملم، اہل حل کی میقات حل ہے یعنی جب حج یا عمرہ کو جائیں حرم میں پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لیں اور اہل حرم کے لئے میقات حج حرم سے یعنی مسجد الحرام شریف خواہ اپنے گھر ہی سے، غرض حرم کی کسی جگہ سے احرام کریں اور عمرہ کے لئے حل یعنی حرم سے باہر جاکر عمرہ کا احرام باندھیں۔)

ف: مکی کے لیے احرام وعمرہ میں افضل تنعیم ہے کہ مدینہ طیبہ کی طرف تین کوس پر ہے، یونہی جب حجاج حج سے فارغ ہو کر مکہ میں چند روز ٹھہریں وہیں سے عمرہ لائیں کہ نزدیک بھی ہے اور افضل بھی۔ **واللہ تعالٰی علم** ۱۲منہ۔ عـــہ۲: **دفع دخل مقدر**۔

مروہ میں سعی اور اس کا ایک طواف کامل [عہ۱] کے بعد صفا سے شروع اور سات پھیرے اور ہر بار پوری مسافت قطع اور بشرط قدرت پیادہ ہونا، دن میں [عہ۲] وقوفِ عرفہ کرنے والے کو غروبِ شمس کے بعد تک انتظار کرنا، اس کا امام [عہ۳] کے ساتھ عرفات سے کوچ کرنا یعنی امام کے چلنے سے پہلے حدود عرفہ سے باہر نہ ہونا بشرطیکہ امام وقت [عہ۴] پر کوچ کرے اور ہمراہی میں حرج نہ ہو، جمرۃ العقبیٰ کی رمی کہ دہم کو ہے حلق سے پہلے ہونا، ہر دن کی رمی اسی دن ہوجانا، حلق یا تقصیر اور ان کا ایام نحر میں خاص زمین میں ہونا، طواف فرض کا بارھویں [عہ۵] تک ہوجانا حجر اسود سے شروع ہونا، ساتھ پھیرے حطیم سے باہر باوضو ستر عورت کے ساتھ، بشرط قدرت پیادہ، اپنی دہنی طرف سے آغاز ہونا یعنی کعبہ معظّمہ بائیں ہاتھ کو رکھنا، قارن [عہ۶] و متمتع کا شکر کی قربانی حلق سے پہلے رمی کے بعد ایام نحر میں کرنا وغیر ذالک۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

عہ۱: طواف کامل یہ ہے کہ شرائط صحت کو جامع اور جنابت و حیض سے پاک ہو عام ازیں کہ فرض ہو جیسے طواف زیارت یا واجب جیسے طواف الوداع کما سیأتی (جیسا کہ آگے آئیگا۔ ت) یا سنت جیسے طواف القدوم یا نفل جیسے متمتع حج کی سعی طواف زیارت سے پہلے کرنی چاہئے تو ایک طواف نفل کرکے ادا کرے۔ اس کے سوا کامل کے یہ معنٰی نہیں کہ ساتویں پھیروں کے بعد ہو بلکہ چار کے بعد ہونا کافی ہے۔ سعی صحیح اور واجب ادا ہوجائیگا، اگرچہ سنت یونہی ہے کہ ساتویں پھیروں کے بعد کرے، ہاں اگرچہ پھیروں سے پیشتر کی تو سعی ادا نہ ہوگی اور طواف کے بعد سے بعدیت متصلہ مراد نہیں اگرچہ مستحب فوراً ہوتا ہے مگر پہلے طواف ہولیا تو پھر جب کبھی سعی کریگا صحیح ہوگی ۱۲ منہ)

عہ۲: یہ قید اس لیے لگادی کہ جو نویں تاریخ وقت نہ کرسکا ہو اور دسویں شب کو کرے اس پر کچھ واجب نہیں ایک لحہ کے لیے زمین عرفات میں گزر جانا کافی ہے کہ فرض اسی قدر ہے ۱۲ منہ)

عہ۳: اس کا اس لیے کہا جو رات کو وقوف کرے اس پر امام کے ساتھ کوچ بھی واجب نہیں کہ امام تو اس کے آنے سے پہلے جاچکا ۱۲ منہ)

عہ۴: یعنی اگر امام نے ترک واجب کرکے غروب سے پہلے کوچ کردیا تو ساتھ نہ دیں یونہی اگر غروب کے بعد اس نے دیر کی یہ روانہ ہوجائیں ۱۲ منہ)

عہ۵: یعنی اس کے چار پھیرے جو فرض ہیں بارھویں تک ہوگئے تو واجب ادا ہولیا اگرچہ باقی تین پھر کبھی ہوں، ہاں سنت یونہی ہے کہ پورا طواف انہی دنوں میں ہولے بلکہ ساتوں پھیرے ایک ساتھ ہو ۱۲ منہ)

عہ۶: مفرد کو یہ قربانی مستحب ہے ۱۲ **منہ غفرلہ)**

م: **بعض سُنن الحج**

ت: حج کی بعض سنتیں

م: **قد سنّ للمرء الطواف ان قدم　　　والحجر الاسود فیہ یستلم**

ت: باہر سے آنے والے کو ایک طواف سنت ہے، طواف میں سنگ اسود کا بوسہ لے

ش: یہ پہلا طواف ہے جو مفرد حاضر [عہ۱] ہوتے ہی کرتا ہے اور قارن عمرہ کے بعد، اسے طواف قدوم کہتے ہیں گویا حاضری دربار اعظم کا مجرا۔

ف: یہ طواف متمتع [عہ۲] کے لیے نہیں نہ اہل مکہ کو کہ وہ ہر وقت حاضر بارگاہ میں اور سنگ اسود کا بوسہ نہ اسی طواف بلکہ ہر طواف میں سنت ہے، طواف اسی سے شروع اور اسی پر ختم ہوتا ہے۔

م: **والاضطباع ثم رمل قد اتٰی　　　ورکعتان للطواف یا فتٰیت:**

سنتوں کے شمار میں اضطباع پھر رمل آیا اور وہ رکعتیں طواف کی اے جوان!

ش: اضطباع یہ کہ چادر دہنے بغل کے نیچے سے نکال کر یہ آنچل بائیں شانے پر ڈالے لے جس میں دہنا کندھا کُھلا رہے۔ اور رمل یہ کہ طواف میں جلد جلد چھوٹے قدم رکھتا شانوں کو جنبش دیتا چلے۔

ف: یہ دونوں سنتیں خاص مردوں کے لیے ہیں وہ بھی صرف اس طواف میں جس کے بعد صفا مروہ میں سعی ہوتی ہے یعنی طواف عمرہ اور حج میں طواف قدوم کہ اکثر بخیال [عہ۳] زحمت و کمی فرصت اسی کے بعد سعی کرلیتے ہیں، ہاں جس سے رہ گئی وہ طواف زیارت [عہ۴] کے بعد کرے گا تو اس طواف میں رمل کرے مگر

عہ۱: مفرد، قارن، متمتع کے معنی عنقریب تکملہ میں آتے ہیں ان شاء اللہ تعالٰی ۱۲منہ)

عہ۲: اس لیے کہ وہ آتے وقت عمرہ لایا اور عمرہ میں طواف قدوم نہیں۔ جب عمرہ کرلیا مکی ہوگیا اور مکی کو یہ طواف نہیں ۱۲منہ)

عہ۳: آگے آتا ہے کہ مفرد کو طواف زیارت کے بعد کی افضل ہے پر اس دن بہت ہجوم ہوتا ہے اور کئی کام اس لیے طواف قدوم پر کرلیتے ہیں اور قارن کے لیے افضل ہی یہ ہے ۱۲منہ)

عہ۴: جس نے طواف زیارت کے بعد بھی سعی نہ کی وہ طواف الوداع کے بعد کرلے کہ سعی کا کوئی وقت معین نہیں ہے اور اب اس طواف میں رمل بھی بجالائے۔

لان الرمل بعد طواف یعقبہ سعی افادہ	کیونکہ رمل ایسے طواف کے بعد ہوتا ہے جس کے بعد (باقی برصفحہ آئندہ)

اضطباع ساقط ہو گیا۔

ف: اضطباع طواف میں ہوتا ہے اور رمل صرف اگلے تین پھیروں عـــہ میں، باقی چار میں اپنی چال، اور ہجوم کے سبب رمل میں اپنی یا اور کی ایذا ہو تو ترک رہے۔ جب غول نکل جائے پھر رمل کرتا چلے۔

ف: ہر طواف کے بعد دو رکعتیں ہمارے نزدیک سنت نہیں بلکہ واجب ہیں۔

م: وركعتا الاحرام ثم الغسل　　　له وفي جهر الملبّي فضل

ت: اور احرام کی دو رکعتیں پھر اس کے لیے نہانا اور لبیك کے بآواز کہنے میں فضیلت ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

العلامة الخير الرملي قال ولم اره صريحا و ان علم في اطلاقهم[1] اهـ ردالمحتار

اقول: لا كلام في جوازه قد صرحوا ان لاتوقيت و انما الكلام في انه يومر بايقاع السعي بعد طواف الصدور و لوندبا ولعل الوجه فيه ان يقع سعيه متصلا بالطواف كما هوا لمستحب لكن يعارضه مستحب اٰخر وهوان لايكون بين طوافه للصدر ونفره من مكه حائل كما نصوا عليه وقد اوجب ذالك الامام الشافعي ويوافقه رواية عن ابي يوسف والحسن بن زياد رحمهم الله تعالٰی فتاكد الاستحباب خروجا عن الخلاف فافهم والله سبحانه وتعالٰی اعلم ۱۲ منه

سعی ہو اس کا افادہ علامہ خیر الدین رملی نے کیا اور فرمایا اور میں نے صراحتًہ یہ دیکھا کہ نہیں اگرچہ فقہاء کے اطلاقات سے معلوم ہو سکتا ہے اھ ردالمحتار **اقول:** اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے جبکہ وہ تصریح کر چکے ہیں کہ اس میں وقت مقرر نہیں۔ اس میں ضرور کلام ہے کہ کیا طواف وداع کے بعد سعی کا استحبابًا بھی حکم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وجہ یہ ہو کہ طواف کے بعد متصل سعی ہو جائے تو مستحب ہے لیکن یہاں ایک دوسرا مستحب اڑے آرہا ہے وہ یہ کہ طواف وداع اور کوچ کرنے میں کوئی چیز درمیان میں حائل نہ ہو جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے جبکہ امام شافعی اس کو واجب قرار دیتے ہیں اور اس کی موافقت ابو یوسف اور حسن بن زیاد کی روایت بھی کرتی ہے تو فورًا بعد میں روانہ ہونے کا استحباب واضح ہو گیا، اس کو سمجھو، والله سبحانه وتعالٰی اعلم ۱۲منه (ت)

عـــہ: یہاں تک کہ اگر اول پھیروں میں بھول گیا تو بھی ان چار میں اور اگر پہلے پھیرے میں یاد نہ رہا تو دو ہی میں کرے اور دو میں بھولا تو ایک ہی میں ۱۲منه

[1] ردالمحتار مطلب فی طواف الزیارۃ مصطفٰی البابی مصر ۲ /۱۹۸

ش: یہ مسائل ہم اوپر لکھ چکے اور یہ بھی کہ عورت لبیك آہستہ کہے۔ غسل نماز احرام کلام مصنف میں ذکرًا مؤخر ہے وقوعًا مقدم۔

م: وفی منی المبیت لیل عرفة من سنة فافهم اخی بمعرفة

ت: اور منیٰ میں نویں رات شب باشی سنت ہے پس اے برادر! اسے پہچان کر سمجھ لے۔

م: والجمع بین اللیل والنهار بعرفاتٍ جاء فی الاٰثار

ت: اور عرفات میں شب وروز کا جمع کرنا حدیثوں میں آیا ہے۔

ش: یعنی نویں تاریخ جو وقت سے عرفات میں وقوف کرتے ہیں اسے دن میں ختم کریں بلکہ اتنا ٹھہریں کہ سورج وہیں ڈوبے اور ایک لطیف[عہ۱] حصہ رات کا آجائے۔ اس کے بعد مزدلفہ چلیں۔

ف: وقوف فرض تو اس قدر ہے کہ عرفہ کی دوپہر ڈھلے سے دسویں شب کی صبح صادق تک عرفات میں ہونا پایا جائے اگرچہ ایک[عہ۲] لمحہ۔ پھر جو رات کو وقوف کرے اگرچہ مکروہ ہے اسے کچھ دیر لگانا ضرور نہیں اور جو دن کو بعد زوال وقوف کرے کہ سنت یہی ہے اس پر ہمارے نزدیک امور مذکورہ یعنی غروب شمس تک ٹھہرنا اور جز وقلیل شب کا لے لینا واجب ہیں مگر بعد غروب دیر نہ کرے کہ مکروہ ہے۔

م: سن الوقوف جانب الصخرات والمشعر[عہ۳] الحرام حین یاتی

ت: سنت ہے ٹھہرنا پتھروں کی طرف اور مشعر حرام میں جب آئے۔

ش: عرفات میں سب سے اونچا میدان سیاہ چٹانوں کے پاس جس میں قبلہ رو کھڑے ہو تو جبل الرحمۃ دہنے ہاتھ

عہ۱: اس سے یہ مراد کہ آفتاب کا غروب یقینی ہوجائے اس کے بعد ہی فورًا کوچ کردیں کہ پھر توقف مکروہ ہے اور ظاہر کہ بعد غروب ایک آن بھی گزر یہ تو رات کا ایک لطیف حصہ آگیا ۱۲ منہ)

عہ۲: اگرچہ بلا قصد، اگرچہ سوتا ہوا، اگرچہ بیہوش، اگرچہ بالا کراہ، اگرچہ بحالت حدث حیض یا نفاس یا جنابت، اگرچہ جانتا بھی نہ ہو کہ یہ مقام عرفات ہے فرض ہر طرح ادا ہوجائے گا ۱۲ منہ)

عہ۳: **قلت:** فی ضبط اعرابه شعرا یوافقه زنة وقافیةً۔

انصبه مفعولا لفعل یاتی

او جُرَّہٗ عطفًا علی الصخرات

۱۲ منه غفرله۔

میں نے المشعر الحرام کے اعراب کو ضبط کرنے میں شعر کہا ہے جو وزن اور قافیہ میں اس شعر کے موافق ہے:

اسے "یأتی" فعل کے مفعول ہونے کی بنا پر نصب دے یا "الصخرات" پر عطف ہونے کی بنا پر جر دے۔ ۱۲ منہ (ت)

کو رہتا ہے۔ اسے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مکانِ وقوف گمان کیا جاتا ہے بہت افضل ہے کہ کسی کی ایذا نہ ہو تو وہاں وقوف کرے۔

ف: یہ تو مستحب ہے اور مشعر الحرام کو مزدلفہ میں ایک خاص مقام کا نام ہے بالخصوص وہاں وقوف مسنون، ورنہ مزدلفہ کا وقوف ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک واجب ہے۔

م: اخذ الحصار یا صاح من مزدلفة من سنة وغسلها ان اردفه

ت: مزدلفہ سے کنکریاں لینا اے رفیق میرے! سنت ہے اور ان کا دھولینا اگر اس کے بعد کرے۔

ش: دسویں کی صبح کو مزدلفہ سے منٰی جاتے ہیں تو آج وہاں ایک جمرہ پر کنکریاں ماریں گے اس کے لیے مستحب ہے کہ سات عـــہ۱ سنگریزے یہاں سے اٹھالے۔ اور دھونا تو ہر طرح مستحب ہے کہیں عـــہ۲ سے اٹھائے۔

عـــہ۱: اور وہ جو بعض لوگ باقی دنوں کی رمی جمرات ثلاثہ کو بھی سنگریزے یہیں سے لیتے ہیں مباح ہے نہ کہ کچھ مندوب نہ کچھ معیوب ۱۲منہ)

عـــہ۲: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سنگریزے ہر جگہ سے لینے جائز ہیں، ہاں جمرات کے پاس سے نہ اٹھائے کہ وہ پھینکی ہوئی کنکریاں ہوتی ہیں اور حدیث میں ہے: "جس کی قبول ہوتی ہیں فرشتے اٹھالے جاتے ہیں ورنہ تمھیں پہاڑ نظر آتے"[1] اس سے معلوم ہوا کہ جو پڑی رہ جاتی ہے ہو معاذ اللہ مردود ہوتی ہیں تو انھیں اپنے حج میں کیوں استعمال کیجیو، غور کرو تو یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کھلا معجزہ ہے۔ اسلام میں حج ہوتے تیرہ سو برس کے قریب گزرے۔ ہر سال لاکھوں بندگان خدا ہوتے ہیں ایک روایت میں چھ لاکھ ایک روایت میں آٹھ لاکھ حضرت حسن بصری کے اثر میں پندرہ لاکھ ان سے کم ہوتے نہیں، تو فرشتے عدد پورا کرتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ ایسی جگہ عدد زائد ماخوذ ہوتا ہے کہ کم اس کا منافی نہیں۔ فقیر جس سال حاضر ہوا یعنی ۱۲۹۵ھ حاجیوں کی مردم شماری اٹھارہ لاکھ سنی گئی پھر ہر شخص ۴۹ یا ۷۰ کنکریاں مارتا ہے ۴۹ ہی رکھئے تو پندرہ لاکھ میں ضرب دینے سے سات کروڑ پینتیس لاکھ (۷۳۵۰۰۰۰۰) کنکریاں جمع ہوئیں، جمع کیجئے تو ہر سال پہاڑ بنتا ہے پھر جب دیکھئے تو جمرے خالی ہوتے ہیں منٰی میں کچھ گنتی کنکریاں نظر آتی ہیں، یہ خدا کی شان ہے اور حقیقت اسلام کی صریح برہان و الحمد للہ تعالٰی رب العٰلمین۔)

ف: یونہی مسجد کی کنکریاں نہ لے کہ بے ادبی اور اسی کی چیز کا اپنے تصرف میں لانا ہے اسی طرح ناپاک کنکری بھی نہ لینی چاہئے کہ ان پر خدا کا نام لیا جاتا ہے واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ)

---

[1] کنزالعمال حدیث ۱۲۱۴۱، ۸۱/۵ والترغیب والترھیب، الترغیب فی رمی الجمار الخ ۲/ ۲۰۸

م: وفی منیٰ لاتترکن الاضحیۃ　　کذا صلٰوۃ العید مع الحسن النیۃ

ت: اور منیٰ میں عید کی قربانی نہ چھوڑ، یونہی عید کی نماز نیک نیت ہے۔

ف: ہمارے نزدیک نماز عید وقربانی دونوں مقیم مالدار پر واجب ہیں اور شافعیہ سنت کہتے ہیں، لہٰذا مصنفِ علام نے اپنے مذہب کے موافق انھیں سنن میں گنا، مگر یہاں واجب التنبیہ یہ بات ہے کہ ہمارے علماء ذخیرہ ومحیط وغیرہما میں تصریح فرماتے ہیں کہ منیٰ میں نماز عید اصلاً نہیں کہ وہاں لوگوں کو امورِ حج سے فرصت نہیں ہوتی۔ علامہ ابراہیم حلبی نے فرمایا: ہاں بالاتفاق نماز عید نہ پڑھے۔ علامہ علی قاری نے فرمایا: اس پر تمام علمائے امت کا اجماع ہے کذا فی ردالمحتار [1] فافھم واللہ تعالٰی اعلم (جیسا کہ ردالمحتار میں ہے لہٰذا غور کیجئے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ ت)

وہی قربانی وہ مذہب راجح میں مقیم پر واجب ہے جیسے اہل مکہ ومنیٰ اگرچہ احرام میں ہوں، اور مسافر سے تو اس کا مطالبہ ہی نہیں۔

م: وسنۃ فی فعلہا الثواب لیس علی تارکہا العقاب

ت: اور سنت کے کرنے میں ثواب ہے چھوڑنے میں عذاب نہیں۔

ف: مگر سنن موکدہ کے ترک میں سخت ملامت ہوگی، اور عیاذ باللہ شفاعت سے محرومی بھی وارد۔ بلکہ محققین فرماتے ہیں ان کے ترک میں تھوڑا سا گناہ عـــہ۱ بھی ہے اگرچہ نہ ترک واجب کے برابر۔ انہی وجوہ سے سنت کو مستحب سے امتیاز ہے ورنہ جتنی بات متن میں گزری مستحب کو بھی شامل۔

م: وانما یؤاخذ المرء علی　　اہمال فرض قد اتٰی مفصلا

ت: یوں ہی ہے کہ آدمی پر مواخذہ فرض چھوڑنے میں ہے جو بتفصیل وارد ہوا۔

ش: یعنی جس کے ثبوت میں کوئی جمال واشکال نہیں تو صف عـــہ۲ کاشفہ ہے کہ فرض سب ایسے ہوتے ہیں اور بقرینہ سباق ظاہر کہ مواخذہ سے مراد عذاب ہے ورنہ ملامت کہ ترک سنن پر ہوگی خود گرفت وموخذا ہے۔

عـــہ۱: من اراد تحقیق ذٰلک فعلیہ بالبحر الرائق وردالمحتار وغیرہما من الاسفار ۱۲ منہ (م) عـــہ۲: یمکن ان یراد بہ ما اتی ای سبق بیانہ مفصلا فعلی ہذا یکون اشارۃ الی فروض الحج المارۃ فی الواجبات علی مذہب المصنف لکن الذی یعطیہ سوق الکلام ان المقصود بیان حکم السنۃ والفرض مطلقا فلذا مطلقا فلذا فسرناہ بما فسرنا ۱۲ منہ (م)

جو اس کی تحقیق چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ بحرالرائق وردالمحتار وغیرہ کتب کو دیکھے ۱۲ منہ (ت) ممکن ہے اس سے مراد وہ ہو جو مفصلا گزرا ہے اس بناء پر حج کے ان فرائض کی طرف اشارہ ہوگا جو مصنف کے مذہب کے مطابق واجبات میں گزرا لیکن سوق کلام جو مستفاد ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں مطلق سنت اور فرض سے کا حکم بیان کرنا مقصود ہے اسی لیے ہم نے مذکورہ تفسیر کی ہے ۱۲ منہ (ت)

[1] ردالمحتار کتاب الحج مطلب فی حکم صلٰوۃ العید والجمعۃ فی منٰی مصطفٰی البابی مصر ۲/ ۲۰۰

ف: شافعیہ واجب وفرض میں فرق نہیں کرتے۔ ہمارے نزدیک وہ دو چیزیں جدا جدا ہیں اور دونوں کے ترک پر استحقاق عذاب اگرچہ واجب میں کم فرض میں زیادہ۔ **والعیاذ باللہ۔**

م: **ذی جملة من السنن الشهیرة　　اجل من شمس لدی الظهیرة**

ت: یہ چند مشہور سنتیں ہیں، مہر نیمروز سے جلالت میں افزوں۔

ف: ان کے سواء آٹھویں تاریخ مکہ معظّمہ سے منٰی، نویں کو بعد طلوع شمس منٰی سے عرفات جانا، وہاں نہانا، مزدلفہ میں رات بسر کرنا، دسویں کو وہاں سے قبل طلوع شمس منی کو جانا۔ وہاں ایام رمی جمار میں راتوں کو رہنا، مکہ معظّمہ کو یہاں سے جاتے وادی محصب [عہ۱] میں اترنا وغیر ذلک کہ یہ سب سنن موکدہ ہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

م: الفدية

ت: جرمانہ کا بیان

م: **مایفسد الحج ففیه بُدنة　　وفی سواه ذبح شاة حُسَنة**

ت: حج فاسد ہو جاتا ہے جماع سے بشرائط مذکورہ، اور ہم نے حنفیّہ کا اختلاف بہ تفصیل بیان کردیا، بدنہ ان کے یہاں صرف اونٹ کو کہتے ہیں ہمارے [عہ۲] یہاں گائے کو بھی شامل، عمدہ بکری یہ کہ ان عیبوں سے پاک ہو جو اُضحیہ میں ناجائز ہیں اور فقہ میں بہ تفصیل مذکور۔

ف: یہ دونوں قاعدے کہ جناب مصنف نے ذکر کیے ہمارے مذہب کے مطابق نہیں جماع قبل الوقوف سے ہمارے نزدیک حج فاسد اور بدنہ لازم نہیں اور **بعد الوقوف قبل الحلق والطواف** سے بدنہ لازم۔ حج

عہ۱: یہ وادی مکہ معظّمہ کی آبادی سے ملی ہوئی ہے۔ مقبرہ مکہ مکرمہ یعنی جنت المعلی کے متصل دو کوچے ہیں ان کے مقابل منٰی کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر بطن وادی سے اوپر کچھ پہاڑیاں ہیں ان کو ہچیوں اور پہاڑیوں کے درمیان جتنی وادی رہی وہ وادی محصب ہے جب منٰی سے رمی جمار کرکے مکہ معظّمہ جائیں یہاں ٹھہر ناضرور اور بلا عذر اس کا ترک بُرا، افضل طریقہ اس کا تکملہ میں آئے گا اور زیادہ نہ ہوسکے تو اسی قدر کافی کہ سواری روک کر کچھ دیر دعاء کرلیں ۱۲منہ)

عہ۲: تو جہاں بدنہ لازم آئے گا ان کے نزدیک خاص اونٹ واجب ہوگا ہمارے نزدیک گائے بھی کفایت کرجائے گی **کما نص علیه فی الفتح** (جیسا کہ فتح القدیر میں اس پر وضاحت کی گئی ہے۔ت) ۱۲منہ۔)

فاسد نہیں۔

م: فی کل شعرۃ من الطعام   مُد ویفدی الغیر بالصیّام

ت: ہر بال میں اناج سے چہارم عــہ صاع ہے اور ماورا کا جرمانہ روزے۔

ف: بال وغیرہ کے جرمانہ میں ہمارے یہاں بہت تفصیل ہے جس کا بیان موجب تطویل ہے وقت حاجت علماء سے دریافت کرلیں۔

م: وماعدا ھٰذی التی قد ذکرت   احکامھا فیما سواھا سطرت

ت: ان مذکورات کے سوا اور چیزوں کے احکام اس رسالہ کے ماورا میں مسطور ہیں۔

م: وانماذی جملۃ لیسھلا   لمن اتی لحفظہ مؤملا

ت: اور یہ تو چند باتیں تاکہ آسانی ہو اس کے لیے جو اسے یاد کرنے کی امید میں آئے۔ **واللہ تعالٰی اعلم**

م: الزیادۃ

ت: زیارت سراپا طہارت سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بیان

م: واقصد اذا حججت للزیارۃ   لقبر طٰہٰ فلك البشارۃ

ت: اور جب حج کرچکے تو زیارت قبر طٰہٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا قصد کر کہ تیرے لیے خوشخبری ہے۔

ف: علماء مختلف ہیں کہ پہلے حج کرے یا زیارت، لباب میں ہے: حج نفل میں مختار ہے، اور فرض

عــہ: مُد شافعیہ وحنفیّہ دونوں کے نزدیک چہارم صاع ہے مگر صاع میں اختلاف ہے۔ ہم ۸ رطل کا کہتے ہیں تو مد ۲ رطل ہوا وہ ۵ ــ ۱/۳ رطل تو ا ــ ۱/۲ ہوا، اور صاع عند التحقیق دو سو ستر تولے کا ہے۔ تو ہمارے حساب پر بریلی کے سیر سے کہ سو روپیہ بھر کا ہے، ایک صاع آدھ پاؤ کم تین سیر سے ۵ ماشے ۵ رتی زیادہ، اور نیم صاع کہ وہ گندم سے ایک آدمی کے فطر کا صدقہ اور ایک روزہ کا فدیہ اور کفارہ میں ایک مسکین کا حصہ یعنی ایک سیر سات چھٹانک دو ماشے ساڑھے چھ رتی (یہاں عبارت میں کچھ اختصار کیا گیا ہے ۱۲ شرف قادری) رامپور کے سیر سے کہ ۹۶ روپے بھر کا ہے (یعنی پورے نوے تولے کا (فتاوٰی رضویہ) حساب بہت سیدھا ہے پورے تین سیر کا صاع ہوا دہلی کے سیر سے کہ ۸۰ روپے بھر کا ہے (یعنی ۷۵ تولے ہے ۱۲ فتاوٰی رضویہ) صاع ۳ ــ ۳/۵ ہوا یعنی ساڑھے تین سیر سے دسواں حصہ سیر کا زائد اور نیم صاع یعنی دو سیر سے پانچواں حصہ سیر کا کم، یہ حساب یاد رکھنا چاہئے بحمد اللہ تعالٰی کمال تحقیق ہے۔ **واللہ سبحانہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ**

ہو تو پہلے حج ، مگر مدینہ طیبہ راہ میں آئے تو تقدیم زیارت لازم[1] انتھی" یعنی بے زیارت گزر جانا گستاخی، اور فقیر کہ علامہ سبکی کا یہ ارشاد بہت بھایا پہلے حج کرے تاکہ پاک کی زیارت پاک ہو کر ملے ۔

پاک شوااول وپس دیدہ براں پاک انداز

(پہلے پاک ہو اور پھر اس پاک ہستی پر نظر ڈال)

ف: جناب مصنف کے کلام میں صاف اشارہ ہے کہ سفر مدینہ طیبہ خاص بقصد زیارت شریفہ ہو اور بیشک یہ امر شرعًا محمود اور زیارت اقدس اعظم مقصود اور حدیث میں لفظ عــہ **لا تعملہ** (ف) الا زیارتی[2] موجود یعنی

عــہ۱: **فائدہ جلیلہ**: یہ حدیث صحیح ہے

رواہ الطبرانی الکبیر والدارقطنی فی الامالی وابوبکر المقری فی المعجم والحافظ السلفی وابن عساکر وابو نعیم و الحافظ ابو علی وسعید بن السکن البغدادی فی کتاب السنن الصحاح عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما

اس کو طبرانی نے کبیر اور دارقطنی نے امالی میں ، ابوبکر مقری نے معجم میں ، حافظ سلفی، ابن عساکر، ابونعیم، حافظ ابوعلی اور سعید بن سکن بغدادی نے سنن اور صحاح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

امام ابن سکن اشارہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے۔ دوسری حدیث میں ہے:

زارنی متعمدا[3]۔ رواہ العقیلی والبھیقی وابن عساکر۔

بالقصد میری زیارت کرے، اس کو عقیلی، بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے:

زارنی بالمدینۃ محتسبا[4]۔ اخرجہ ابن ابی الدنیا

ثواب کی نیت سے میری زیارت کے لیے مدینے میں

(باقی اگلے صفحہ پر)

[1] لباب وشرح لباب مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین دارالکتاب العربی بیروت ص ۳۳۵۔ ۳۳۴

[2] معجم کبیر ، مروی از عبداللہ ابن عمر حدیث ۱۳۱۴۹ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۲ /۲۹۱، کنز العمال حدیث ۳۴۹۲۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ /۲۵۶

[3] شعب الایمان، حدیث ۴۱۵۲ باب المناسک دارالکتاب العلمیۃ بیروت ۳ /۴۸۸

[4] شعب الایمان، حدیث ۴۱۵۷ باب المناسک ، دارالکتاب العلمیۃ بیروت ۳ /۴۹۰

اسے کوئی کام نہ ہو میری زیارت کے سوا۔ امام ابن الہمام فرماتے ہیں میرے نزدیک افضل یہ ہے کہ سفر خاص بقصد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والبیہقی وابن الجوزی عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه۔	حاضر ہو (اس کی ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابن جوزی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کی۔ت)

چوتھی حدیث میں ہے:

قصدنی فی مسجدی [1]۔ اوردہ فی جذب القلوب۔	میرا قصد کرکے میری مسجد میں آئے (اسکو جذب القلوب میں ذکر کیا گیا ہے۔ت)

اقول: علاوہ بریں وہ تمام احادیث جن میں زیارت قبر شریف کی ترغیب وتاکید اور اس کے ترک پر وعید و تہدید ہمارے مدعا کی گواہ وشہید، طرفہ بات یہ ہے کہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس امر کی طرف تاکید بلائیں اور اس کے ترک پر وعید فرمائیں اس کا قصد ناجائز قرار پائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **انما الاعمال بالنیات** [2]۔ (تمام اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ت) یہ عجب کار ثواب ہے جس کی نیت موجب عذاب ہے **لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔**

رہی حدیث "**لا تشد الرحال**" ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ وہاں ان تینوں مسجدوں کے سوا اور مسجد کے لیے بالقصد سفر کرنے سے ممانعت ہے ورنہ زنہار الفاظ حدیث طلب علم واصلاح مسلمین وجہاد واعداء ونشر دین وتجارت حلال وملاقات صالحین وغیرہا مقاصد کے لیے سفر سے مانع نہیں۔ اور قاطع نزاع یہ ہے کہ بعینہٖ یہی حدیث بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ امام احمد رحمہ اللہ تعالٰی نے اپنی مسند میں بسند حسن یوں روایت کی:

لا ینبغی للمطی ان تشد رحاله الٰی مسجد تبتغی فیه الصلٰوة غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصٰی و مسجدی هذا [3]۔	ناقہ کو سزاوار نہیں کہ اس کے کجاوے کسی مسجد کی طرف بغرض نماز کسے جائیں سوائے مسجد حرام ومسجد اقصٰی اور میری مسجد کے۔

توخود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد سے حضور کی مراد واضح ہوگئی **والحمد للہ رب العٰلمین ۱۲ منہ**

[1] جذب القلوب باب چہاردرہم در فضائل زیارۃ المرسلین مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص ۱۹۶
[2] صحیح بخاری باب کیف کان بدئ الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱
[3] مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید خدری دارالفکر بیروت ۶۳/۳

زیارت والا کرے یہاں تک کہ اس کے ساتھ مسجد شریف کا بھی ارادہ نہ ہو کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے جب حاضر ہوگا حاضری مسجد خود ہو جائے گی یا اس کی نیت دوسرے سفر پر رکھے۔

م: ان زیارۃ النبی لازبۃ   صلوا علیہ فالصلوٰۃ واجبۃ

ت: بے شک زیارت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی لازم ہے درود بھیجو ان پر کہ درود فرض ہے،

ش: علماء فرماتے ہیں زیارت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اعظم قربات وافضل طاعات سے ہے۔ بہت برآرندہ مقاصد وحاجات، قریب بدرجہ موکدہ واجبات، بلکہ بعض نے وجوب[عـــہ۱] کی تصریح فرمائی۔

فقیر کہتا ہے دلیل اسی کو مقتضی، وھو الذی نودّ ان نقول بہ (ہم یہی کہنا چاہتے ہیں۔ت) اسی طرح حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود عُمر میں ایک بار تو بالاجماع فرض قطعی ہے اور امام شافعی ہر نماز میں فرض اور ہر بار کہ ذکر شریف آئے علماء کو وجوب واستحباب میں اختلاف، وامام طحطاوی کا مذہب ہر مرتبہ وجوب ہے ذاکر و سامع پر، باقلانی وحلبی وصاحب بحرالرائق وتنویرالابصار وغیرہم اکابر علماء نے اسی کو صحیح وراجح ومختار ومعتمد فرمایا اور دلیل اسی کو **مقتضیو ھو الذی ندب اللّٰہ بہ** (یہی اللہ تعالٰی کو زیادہ پسند ہے۔ت) البتہ درصورت اتحاد مجلس **دفعا للحرج تداخل مسلم**[عـــہ۲]۔ **واللہ اعلم**

م: ویستحق الزائر الشفاعۃ   فیما روتہ ثقۃ الجماعۃ

ت: اور زیارت کرنے والا مستحق شفاعت ہے اس حدیث کی روسے جسے ثقہ جماعت نے روایت کیا۔

عـــہ۱: یعنی الوجوب المصطلح عندالحنفیۃ لاکما تقول القدماء الظاھریۃ ان الزیارۃ الکریمۃ واجبۃ ولا یفرقون بین الواجب والفرض اما احداثھم الھنود فقد اٰمنوا بابن تیمیۃ وتفوھو بما لا تعسطہ الدیمۃ الدومیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ۱۲ منہ (م)

یعنی احناف کی اصطلاح کا وجوب قدماء ظاہری مذہب والوں کا وجوب مراد نہیں کہ زیارت کریمہ واجب بمعنٰی فرض ہو کیونکہ وہ فرض اور واجب میں فرق نہیں کرتے۔ لیکن ہندوستانی نئے ظاہری لوگ تو ابن تیمیہ پر ایمان رکھتے ہوئے وہ بکواس کرتے ہیں جن کو چاٹنے والی دیمک بھی نہ چاٹ سکے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۲: المعتمد عندنا الوجوب والتداخل افادہ فی المرقاۃ ۱۲ منہ (م)

ہمارے نزدیک قابل اعتماد وجوب اور تداخل ہے اس کا افادہ مرقات میں ہے ۱۲ منہ (ت)

ش: حدیث ۱: حدیث عــہ۱ صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔[1]

حدیث عــہ۲ **۲:** جو میری زیارت کو آیا کہ اسے سوا زیارت کے کچھ کام نہ تھا مجھ پر حق ہو گیا کہ روز قیامت اس کا شفیع ہوں۔[2]

عــــہ ۱: رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحیہ وابن ابی الدنیا والطبرانی فی المحاملی والبزار والعقیلی و ابن عدی والدارقطنی والبیھقی وابو الشیخ وابن عساکر وابوطاھر السلفی وعبدالحق فی الاحکامین والذھبی وابن الجوزی کلھم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما وصححہ عبدالحق وحسنہ الذھبی اقول بعد الحسن فلا شك فی صحتہ لکثرۃ الطرق ففی لباب عن بکر بن عبداللہ رواہ ابو الحسن یحیٰ بن الحسن فی اخبار المدینۃ وعن الفاروق وعن ابن عباس وعن انس بن مالك وعن ابی ھریرۃ رحمھم اللہ تعالٰی عنھم کماسیأتی ۱۲منہ	اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی الدنیا، طبرانی، محاملی، بزار، عقیلی، ابن عدی، ابوطاہر سلفی، اور عبدالحق نے احکامین میں اور ذہبی اور ابن جوزی سب نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، اور عبدالحق نے اسے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی تحسین کی اقول تحسین کے بعد اس کی صحت میں کثرت طرق کی بنا پر شک نہ رہا اس باب میں بکر بن عبداللہ سے روایت ہے اسے ابوالحسن یحیٰی بن الحسن نے اخبار مدینہ میں ذکر کیا اور عمر فاروق سے ابن عباس سے انس بن مالک اور ابوھریرہ رحمہم اللہ تعالٰی عنہم سے روایات مروی ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے ۱۲ منہ (ت)

عــــہ۲: یہ حدیث بھی صحیح ہے جس کی تخریج شروع فصل کے حواشی میں گزری۔

عجیب لطیفہ: امام اجل خاتمۃ الحفاظ والمحدثین امام زین الدین عراقی استاذ امام جبل الحفظ، اسناد المحدثین امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالٰی زیارت مزار پُر انوار حضرت سید ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاتے تھے بعض حنبلی حضرت کے ہمراہ رکاب تھے حنبلی نے باتباع ابن تیمیہ کہ مدعی حنبلیت تھا یوں کہا کہ میں نے مسجد خلیل اللہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

[1] سنن الدار قطنی کتاب الحج باب المواقیت نشر السنۃ ملتان ۲ /۲۷۸

[2] معجم الکبیر مروی از عبداللہ بن عمر حدیث ۱۳۱۴۹ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۲ /۲۹۱، کنزالعمال حدیث ۳۴۹۲۸ مؤسسۃ رسالہ بیروت ۱۲ /۲۵۶

حدیث عـــہ۱ ۳: جو مدینہ میں بہ نیت ثواب میری زیارت کرنے آئے میں اس کا شفیع و گواہ ہوں۔[1]

حدیث عـــہ۲ ۴: جو میرے انتقال کے بعد میری زیارت کرے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نماز پڑھنے کی نیت کی امام نے فرمایا میں نے زیارت قبر سیدنا خلیل اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیت کی، پھر حنبلی سے فرمایا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مخالفت کی کہ حضور نے مساجد ثلاثہ کے سواء چوتھی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر سے ممانعت کی اور میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اتباع کیا کہ حضور نے فرمایا: قبور کی زیارت کرو۔ کیا اس کے ساتھ کہیں یہ بھی فرمادیا ہے کہ قبور انبیاء کی زیارت نہ کرو، حنبلی کو سوا حیرت کے کچھ بن نہ آیا[2]۔

نقله العلامة القسطلانی فی المواهب عن الشیخ ولی الدین عراقی عن ابیه الامام زین الدین العراقی رحمة الله تعالٰی علیهم اجمعین۔ (م)

اسے علامہ قسطلانی نے مواہب میں شیخ ولی الدین عراقی سے (انھوں نے اپنے والد امام زین الدین عراقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے) نقل فرمایا۔ (ت)

دیکھئے خدا کی شان جس حدیث سے یہ لوگ زعم میں مزارات کی طرف سفر کی ممانعت نکالتے تھے خدا تعالٰی نے اسی حدیث سے ان پر الزام قائم فرمایا وللہ الحجۃ السامیۃ ۱۲منہ

عـــہ۱: رواه ابن ابی الدنیا والبیهقی وابو الفرج ابن الجوزی عن انس رضی الله تعالٰی عنه ۱۲منه (م)

اسے ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابوالفرج ابن جوزی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲منہ (ت)

عـــہ۲: رواه العقیلی وابن عساکر عن ابن عباس والیعقوبی فی جزئه الحدیثی عن ابی هریرة، و ابن النجار فی الدرة الثمینة عن انس بن مالك وصدر الحدیث مروی عن ابن عمر

عقیلی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے، اور یعقوبی نے جزء الحدیثی میں ابو ھریرہ سے اور ابن النجار نے الدرۃ الثمینہ میں انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور صدر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما

(باقی برصفحہ آئندہ)

[1] شعب الایمان باب المناسک حدیث ۴۱۵۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳ /۴۵۷

[2] المواھب اللدنیہ حکم نذر الزیارۃ المکتب الاسلامیہ بیروت ۴ /۵۷۴۔۵۷۳

اور میں روز قیامت اپنے زائر کا گواہ یا شفیع ہوں گا۔[1]

حدیث عـــہ۱ **۵**: جو میری قبر کی، یافرمایا میری زیارت کرے میں اس کا شافع وشاہد ہوں[2]۔ غرض یہ مضمون بہت حدیثوں میں وارد۔

حدیث عـــہ۲ **۶**: ومکہ جا کر حج کرے پھر میرے قصد سے میری مسجد حاضر ہوا اس کے لیے دو حج مبرور لکھے جائیں[3]۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: حج مبرور عـــہ۳ کی جزا سوا جنت کے کچھ نہیں[4]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

رضی اللہ تعالٰی عنہما، رواہ سعید بن منصور و المحاملی والطبرانی وابو یعلٰی وابن عدی والدار قطنی والبیہقی وابن عساکر وابن الجوزی وابن النجار وعن حاطب رواہ الدار قطنی والمحاملی والبیہقی وابن عساکر وعن علی کرم اللہ وجہہ رواہ یحیٰ بن جعفر الحسینی فی اخبار المدینۃ، واوردہ ابو سعید فی شرف المصطفی ۱۲ منہ (م)

سے مروی ہے۔ اسے سعید بن منصور، محاملی، طبرانی، ابویعلٰی، ابن عدی، دارقطنی، بیہقی، ابن عساکر، ابن نجار نے روایت کیا، اور حاطب سے مروی ہے، اسے دارقطنی، محاملی، بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے اسے یحیٰ بن جعفر الحسینی نے اخبار المدینہ میں روایت کیا، اور ابوسعید نے اسے شرف المصطفٰی میں بیان کیا ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۱: رواہ ابوداؤد الطیالسی والبیہقی وابونعیم وابن عساکر عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ (م)

اسے ابوداؤد طیالسی، بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

عـــہ۲: مر فی صدر الفصل ۱۲ منہ (م)

فصل کے شروع میں گزرا ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۳: رواہ مالک واحمد والبخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ

اسے امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اصبہانی اور بیہقی (باقی بر صفحہ آئندہ)

[1] کتاب الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۵۱۳ فضالۃ بن سعید دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۵۷/۳

[2] مسند ابوداؤد طیالسی حدیث من زار قبری دار المعرفۃ ص ۱۲ و ۱۳

[3] جذب القلوب باب چہارم در فضائل زیارۃ سید المرسلین نولکشور لکھنؤ ص ۱۹۶

[4] صحیح بخاری ابواب العمرۃ باب وجوب العمرۃ وفضلہا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳۸/۱

حدیث عـــہ۱ **۷:** جو بالقصد میری زیارت کو حاضر ہو روز قیامت میرے سایہ دامان میں ہو۔[1]

حدیث عـــہ۲ **۸:** جو حجۃ الاسلام بجالائے اور میری قبر کی زیارت سے مشرف ہو اور ایک جہاد کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے اللہ تعالٰی اس سے فرائض کا حساب نہ لے۔[2]

حدیث عـــہ۳ **۹:** جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے مجھ پر جفا کی۔[3]

والاصبھانی والبیھقی عن ابی ھریرۃ واحمد عن عامر بن ربیعۃ وعن جابر بن عبداللہ والطبرانی فی المعجم الکبیر عن ابن عباس واحمد والترمذی والنسائی وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنھم، قال الترمذی حسن صحیح، قلت وقد روی من غیر وجہ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اسے امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اصبہانی اور بیہقی نے حضرت ابوھریرہ سے اور احمد نے عامر بن ربیعہ سے اور جابر بن عبداللہ سے، اور طبرانی نے معجم الکبیر میں ابن عباس سے، اور احمد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا، میں کہتا ہوں یہ متعدد وجوہ سے مروی ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عـــہ۱: سبق ذکرہ فی صدر الفصل ۱۲ منہ (م)

فصل کے شروع میں پیچھے اس کا ذکر ہو چکا ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۲: رواہ ابو الفتح الازدی بطریق سفیان الثوری عن منصور عن ابراھیم عن علقمۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ (م)

اسے ابو الفتح ازدی نے بطریق سفیان ثوری منصور سے ابراہیم سے علقمہ سے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] شعب الایمان حدیث ۴۱۵۷ باب المناسک دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۴۹۰

[2] تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ بحوالہ (فت) کتاب الحج فصل ثالث ۲/ ۱۷۵

[3] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ نعمان بن شبل دار الفکر بیروت ۷/ ۲۴۸۰

حدیث عـــہ۱ **۱۰:** جو امتی میرا قدرت رکھتا ہو پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لیے کوئی عذر نہیں[1]۔

حدیث عـــہ۲ **۱۱:** عہ ۲ جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے میں اسے جواب دیتا ہوں[2]، السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته۔

حدیث عـــہ۳ **۱۲:** عہ ۳ جو مجھ پر میری قبر کے پاس سلام عرض کرے اللہ تعالٰی اس پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے عـــہ۴ کہ اس کا سلام مجھے پہنچائے اور اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کی کفایت فرمائے اور روز قیامت میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں[3]۔

حدیث عـــہ۵ **۱۳:** اللہ تعالٰی نے دنیا میرے سامنے اٹھائی کہ وہ جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو۔[4]

عـــہ۱: رواہ ابن النجار عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه ۱۲منه (م)	اسے ابن نجار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲منہ (ت)
عـــہ۲: رواہ الامام احمد و ابوداؤد عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه باسناد صحیح قاله المناوی ۱۲منه (م)	اسے امام احمد اور ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ یہ مناوی نے کہا ۱۲منہ (ت)
عہ۳: هذا حدیث ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه اوردہ فی الجوهر النظم ذکرہ العلامة الزرقانی فی شرح المواهب ۱۲منه (م)	یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ہے اسے جوہر النظم میں درج کیا گیا ہے، علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۴: دربارشاہی کا ادب ہے کہ حاضرین کی عرض بھی عرض بیگی کے ذریعہ سے ہوتی ہے ورنہ حضور پر دلوں کے ارادے تک روشن ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

عـــہ۵: رواہ الطبرانی عن ابن عمر الفاروق رضی الله تعالٰی عنه ۱۲منه (م)	اسے طبرانی نے حضرت ابن عمر الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲منہ (ت)

---

[1] تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ بحوالہ تاریخ ابن نجار کتاب الحج فصل ثانی دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲ /۱۷۲

[2] سنن ابوداؤد کتاب المناسک باب زیارۃ القبور آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷۹

[3] شعب الایمان باب فی المناسک حدیث ۴۱۵۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳ /۴۸۹

[4] کنزالعمال بحوالہ نعیم بن حماد فی الفتن حدیث ۳۱۸۱۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۳۷۸ و کنزالعمال بحوالہ طب وحل عن ابن عمر حدیث ۳۱۹۷۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۲۰

حدیث عــہ۱ **۱۴:** میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میری زندگی میں۔"[1]

حدیث عــہ۲ **۱۵:** میری حیات وممات دونوں تمھارے لیے بہتر ہیں، تمھارے اعمال میرے حضور پیش کئے جاتے ہیں میں نیکیوں پر شکر کرتا ہوں اور برائیوں پر تمھارے لیے استغفار فرماتا ہوں[2]۔

حدیث عــہ۳ **۱۶:** بیشک اللہ تعالٰی نے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام کیا ہے تو اللہ کا نبی زندہ ہے اور روزی

عــہ۱: اخرجه الاصبهانی وابن عدی فی الکامل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنه ۱۲ منه (م)

اسے اصبہانی اور ابن عدی نے کامل میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ (ت)

عــہ۲: رواہ الحارث فی مسندہ وابن سعد فی طبقات والقاضی اسمٰعیل بسند صحیح عن بکر بن عبد اللہ المزنی التابعی الثقة مرسلا والبزار مثله باسناد صحیح عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنه ۱۲ منه غفر له (م)

حارث نے اپنی مسند میں اور ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور قاضی اسمٰعیل نے بسند صحیح بکر بن عبداللہ المزنی التابعی الثقہ سے مرسلا اور ایسے ہی صحیح اسناد کے ساتھ بزار نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عــہ۳: صدر الحدیث ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء[3] اخرجه الائمة احمد وابوداؤد و النسائی وابن ماجة والحاکم والدارقطنی وابن خزیمة وابن حبان وابو نعیم وغیرہم عن اوس بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنه وصححه ابنا خزیمة وحبان و الدارقطنی وحسنه عبدالغنی والمنذری وقال ابن دحیه انه صحیح محفوظ بنقل العدل عن العدل اھ واخرجه الطبرانی

حدیث کا ابتدائی حصہ یہ ہے اللہ تعالٰی نے حرام فرمایا ہے زمین پر کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔

اس کو ائمہ کرام ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم، دارقطنی، ابن خزیمہ، ابن حبان، وابو نعیم وغیرہم نے اوس بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کیا ہے اور اس کو ابن خزیمہ، ابن حبان اور دارقطنی نے صحیح کہا ہے اور عبدالغنی اور منذری نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن دحیہ نے کہا کہ یہ صحیح محفوظ ہے اور اس کے تمام راوی عادل ہیں، اور طبرانی اور بیہقی نے ابو ھریرہ سے اور ابن عدی (باقی بر صفحہ آئندہ)

[1] جذب القلوب باب چہاردہم در زیارت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نولکشور لکھنؤ ص ۱۹۹

[2] کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن بکر بن عبداللہ المزنی حدیث ۳۱۹۰۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۰۷

[3] سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

دیا جاتا ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1]۔

حدیث عـــہ۱ **۱۷:** میری اس مسجد میں نماز اور مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے سوائے مسجد الحرام کے[2]۔

حدیث عـــہ۲ **۱۸:** جو حرمین میں سے کسی حرم میں مرے روز قیامت بے خوف اٹھے۔[3]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والبھیقی عن ابی ھریرۃ وابن عدی عن انس ومع زیادۃ فبنی اللہ حی یرزق[4] رواہ ابن ماجۃ بسند صحیح عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین ۱۲ منہ (م)

عـــہ۱: رواہ احمد والستۃ الا اباداؤد عن ابی ھریرۃ واحمد ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابن عمر ومسلم عن ام المومنین میمونۃ واحمد عن جبیر بن مطعم وعن وسعد وعن الارقم بن ابی الارقم وکابن ماجۃ عن جابر بن عبداللہ وکابن حبان عن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین ۱۲ منہ (م)

عـــہ۲: مروی عن انس بن مالك عند البیھقی وعن بکر بن عبداللہ وعن حاطب وعن امیر المومنین عمر وعن غیرھم رضی اللہ تعالٰی عنھم تتمۃ للحدیث الاول والرابع والخامس والسابع وقد مر تخاریجھا ۱۲ منہ (م)

اس کو ائمہ کرام ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم، دارقطنی، ابن خزیمہ، ابن حبان، وابونعیم وغیرہم نے اوس بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کیا ہے اور اس کو ابن خزیمہ، ابن حبان اور دارقطنی نے صحیح کہا ہے اور عبدالغنی اور منذری نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن دحیہ نے کہا کہ یہ صحیح محفوظ ہے اور اس کے تمام راوی عادل ہیں، اور طبرانی اور بیہقی نے ابوھریرہ سے اور ابن عدی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اس اضافہ "تو اللہ کا نبی زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے" کو ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

یہ بیہقی کے ہاں انس بن مالک اور بکر بن عبداللہ، حاطب اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی ہے یہ پہلی، چوتھی، پانچویں اور ساتویں حدیث کا تتمہ ہے۔ اس کی تخاریج گزر چکیں ۱۲ منہ (ت)

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

[2] صحیح مسلم باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکہ والمدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۶

[3] شعب الایمان باب فی المناسک حدیث ۴۱۵۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۴۹۰

[4] سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

حدیث عـــہ۱ **۱۹**: مدینہ مکہ سے افضل ہے[1]۔

حدیث عـــہ۲ **۲۰**: جس سے مدینہ میں مرنا ہوسکے تو اسی میں مرے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا[2]۔

اللهم ارزقنا علی الایمان والسنة بجاهه عندك باعظم المنة اٰمین اٰمین اٰمین وصلی الله تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد واٰله وصحبه اجمعین۔

م: هنالکم یامعشر الحجاج اذ جئتم من ابعد الفجاجت:

اے گروہ حاجیاں! تمھیں مژدہ جب آئے تم دور دراز راہوں سے۔

ت: وقد حویتم عظیم المنة والحج مبرورًا جزاه الجنة

ت: اور بیشک تم نے بڑا احسان جمع کیا اور اچھے حج کا بدلہ بہشت ہے۔

ش: یہ اخبار بہ طور رجا ہے، بنظرِ احادیث کثیرہ عـــہ۳ کہ اسی معنی میں وارد ہوئیں یا دعا مراد ہے اور تخصیص مغفرت

عـــہ۱: رواه الطبرانی فی الکبیر والدارقطنی فی الافراد عن رافع بن خدیج رضی الله تعالٰی عنه ۱۲منه (م)

اس کو طبرانی نے کبیر میں اور دارقطنی نے افراد میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے، ۱۲منہ (ت)

عـــہ۲: رواه احمد والترمذی وابن ماجة وابن حبان عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما وصححه الترمذی ۱۲ منه (م)

اس کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۳: اس بارے میں احادیث کثیرہ وارد ہیں، فضائل حج و عمرہ میں حضرت والد قدس سرہ الماجد نے جواہر البیان شریف

(باقی برصفحہ آئندہ)

[1] المعجم الکبیر مروی از رافع بن خدیج المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۴/ ۲۸۸

[2] جامع الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل المدینۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۲۳۱

کے یہ معنی نہیں کہ خاص تمھاری مغفرت ہو، بلکہ یہ کہ تمھاری خاص مغفرت عــہ۱ ہو۔

م: فالتزموا الحمد له والشکرا   اذ ھذہ النعمة منه الکبرٰی

ت: تو حمد و شکر الٰہی کا التزام کرلو کہ یہ نعمت اس کی بہت بڑی ہے۔

م: وعظموا النبی بالسلام   علیه فھو المسك للختام

ت: اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کرو ان پر سلام بھیج کر، کیونکہ یہ مشک ہے مہر خاتمہ کے لیے۔

م: وآله خلاصة الانام   مع صحبه الافاضل الکرام

ت: اور ان کی ال پر کہ خلاصہ مخلوقات ہیں مع صحابہ کے کہ بہت فضیلت و کرم والے ہیں۔

ف: اس قسم کے کلمات مقام مدح میں استعمال کرتے ہیں مثلا امام ابو حنیفہ سید الاولیاء حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما بلکہ علماء و سادات عصر کو لکھتے ہیں، افضل المحققین، اکمل المدققین، خلاصہ دودمانِ مصطفوی، نقادہ خاندان مرتضوی اور ان الفاظ سے عموم و استغراق حقیقی مراد نہیں لیتے۔ ورنہ بایں معنی امام ائمہ و سیدنا الاولیاء حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں و بس، اور اگر امت عــہ۲ میں لیجئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اسی طرح خلاصہ دودمانِ مصطفوی حضرت بتول زہرا ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

میں ستر سے زائد حدیثیں ذکر فرمائیں ان میں بہت احادیث اس معنی کی مفید ملیں گی، سب سے اعلٰی یہ ہے کہ صحیحین میں آیا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو حج کرے اور اس میں رفث وگناہ سے بچے ایسا پاک ہو کر پلٹے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔[1] ۱۲ منہ۔

عــہ۱: یعنی مغفرت عامہ سے جدا و ممتاز ۱۲ منہ

عــہ۲: یہ اس لیے کہہ دیا کہ اولیاء کا اطلاق کبھی بمعنی اعم آتا ہے یعنی ہر محبوب خدا، تو انبیاء بلکہ ملائکہ کو بھی شامل، اس معنی پر قرآن عظیم میں فرمایا: اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾[1] (سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ ت) بایں معنی سید الاولیاء حضور سید المحبوبین ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اور کبھی ماورائے انبیاء و مرسلین مراد لیتے ہیں ہزاروں بار سنا ہوگا انبیاء و اولیاء اور عطف مقتضی مغایرت ہے اس معنی پر سید الاولیاء حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں کہ باجماع اہل سنت تمام امت سے افضل و اکمل (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] الترغیب والترھیب کتاب الحج الترغیب فی الحج مصطفٰی البابی مصر ۲/ ۱۶۳، صحیح بخاری کتاب المناسک قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۶

اور اوپر سے لیجئے تو حضرت مولا مشکل کشاء اور نقادہ خاندان مرتضوی حسن عــہ مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ہیں اور اس لفظ کا تیسرا اطلاق اخص اور ہے جس میں صحابہ بلکہ تابعین کو بھی شامل نہیں رکھتے کہ وہ اسمائے خاصہ سے ممتاز ہیں، جیسے کہتے ہیں اس مسئلہ پر صحابہ وتابعین واولیائے امت وعلمائے ملت کا اجماع ہے اس وقت یہ لفظ اصطلاح مشائخ وصوفیہ کا ہم عناں ہوتا ہے، اس معنی پر بیشک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سید الاولیاء ہیں **لا یخص منہ نفس الا ان یقوم دلیل** (اس معنٰی کہ اولیاء میں آپ بلا تخصیص سب کے سردار ہیں بغیر دلیل کسی ولی کی تخصیص نہ ہوگی) تو فرمان واجب الاذعان "**قدمی ھذا علٰی رقبۃ کل ولی اللہ**" (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ت) میں تخصیص بلا مخصص کی اصلًا حاجت نہیں، **کما حققناہ فی المجیر المعظم** (جیسا کہ ہم نے **المجیر المعظم** میں اس کی تخصیص کی ہے ۱۲ **منہ غفرلہ**۔

عــہ۱: ہم نے اپنی کتاب "**مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین**" کے منہیات پر متعدد حدیثوں سے ثابت کیا کہ حضرت سبطِ اکبر حضرت سبطِ اصغر سے افضل ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہما، ازانجملہ حدیث طبرانی کہ حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

"حسن کے لیے میری ہیبت وسرداری ہے اور حسین کے لیے میری جرات وبخشش۔"[1]

دوم: حدیث احمد وابوداؤد کہ فرمایا: "حسن میرا ہے اور حسین علی کا۔"[2]

سوم حدیث ابویعلٰی کہ فرمایا: "حسن تمام جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔"[3]

وھذا حدیث حسن، **نص صریح فما قلنا** (یہ حدیث ہمارے دعوی پر صریح نص ہے۔ت) فقیر بدلیل احادیث یہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ تیسیر شرح جامع صغیر میں اس معنٰی کی تصریح پائی **والحمد للہ ۱۲ منہ غفرلہ**۔

---

[1] مجمع الزوائد باب فیما اشترک الحسن والحسین الخ دارالکتاب العربی بیروت ۹/ ۱۸۵

[2] مسند احمد بن حنبل مروی از مقدام بن معدیکرب دارالفکر بیروت ۴/ ۱۳۲

[3] مجمع الزوائد باب ماجاء فی الحسن بن علی دارالکتاب العربی بیروت ۹/ ۱۷۸

پس واضح ہوگیا کہ طور متعارف پر حضرات آل اطہار کو خلاصہ مخلوقات کہنا بہت صحیح ہے اور اس سے ان کی فضیلت انبیاء ومرسلین بلکہ خلفائے ثلٰثہ رضوان تعالٰی علیہم اجمعین پر لازم نہیں آتی کہ جو امور عقائد حقہ میں مستقر ہوچکے وہ خود ایضاح مراد کو بس ہیں۔ والحمد للہ اولا واٰخرًا والصلوۃ والسلام کاثرًا وافرًا علی الحبیب الجلیل باطنا وظاھرا واٰلہ وصحبہ سادۃ الوری ماطلعت شمس وبدر سرٰی۔

تکملہ

حج وعمرہ کی ترکیب اور اول سے آخر تک ان کے افعال کی ترتیب اور آدابِ زیارت قبر حبیب علیہ صلوٰۃ القریب المجیب میں

یہ شرح کہ حسب فرمائش حضرت مصنف نہایت مختصر لکھی گئی اگرچہ بحمد اللہ کارآمد مسائل پر مشتمل اور اختیار راجح وترک مرجوع میں تام وکامل، جسے نہ جانے گا مگر وہ کہ کتب کثیرہ فقہیہ جمع کرکے نظرِ تدقیق وفکر عمیق سے کام لے سکے اور اس کے ساتھ وقت اختلاف ترجیح یا عدم تصریح بافتاء وتصحیح رسمِ افتاء وآداب مفتی کے مسالک بعیدہ ومعارک عدیدہ میں مہارت رکھے بایں ہمہ بحمد اللہ جابجا ارشادات لطیفہ وتنقیدات شریفہ ہیں جن پر اطلاع ذہن ثاقب کا کام، والحمدللہ ولی الانعام، قُلتہ شکرا لابطرا وفخرا والعیاذ باللہ مما لا یرضاہ، مگر ازاں جاکہ اول تاآخر ترکیب اعمال وترتیب افعال بیان نہ ہوئی جس کی طرف حجاج کو عموماً اور عوام کو خصوصاً حاجت اور اس کے نہ جاننے سے اکثر اوقات کم علم مسلمانوں کو دقت ہوتی ہے۔ لہٰذا فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے چاہاکہ امورِ مذکورہ سے شرح کی تکمیل اور آخر میں قدرے آدابِ زیارت سراپا طہارت کی مختصر تفصیل کروں کہ عام مومنین کو ان شاء اللہ تعالٰی خود بصیرت ملے اور مطوفوں، مزیروں کی حاجت نہ رہے۔ سفر مبارک حرمین طیبین سے معاودت فرماکر حضرت تاج العلماء سراج الکملاء، سید الفقہاء، سند الفضلاء حضرت والد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب "جواہر البیان فی اسرار الارکان" میں اس جلیل کام کو نہایت تک پہنچایا اور طہارت وصلوٰۃ وصوم وزکوۃ کے اسرار دقیقہ ولطائف انیقہ ارشاد فرماکر حج وزیارت کا بیان بے مثیل وعدیل تحریر فرمایا۔

جزاہ اللّٰہ تعالٰی خیر جزاء واعلٰی درجاتہ فی دارالِلقاء اٰمین! اس جمیل کتاب جلیل مستطاب کی لطافت وخوبی ودلکشی ع

ذوق این مے نشناسی بخدا تانہ چشی

(بخدا چکھے بغیر اس شراب کا ذائقہ معلوم نہ ہوسکے گا)

اس مبارک کتاب کے نصف سے زائد میں یہی بیان جانفزا ہے۔ فقیر اس کی دو فصلوں سے چند حروف تلخیص [عہ۱] کرتا ہے وباللّٰہ التوفیق وھدایۃ الطریق۔

حج وعمرہ کی ترکیب

احرام کی ترکیب تو ہم اوپر لکھ چکے ہیں یہاں اتنا جانئے کہ حاجیوں [عہ۲] کا احرام تین طرح کا ہوتا ہے، تنہا حج کی نیت [عہ۳] سے افراد کہتے ہیں، اور ایسے حاجی کو مفرِد، یا یہ کہ میقات [عہ۴] پر صرف عمرہ [عہ۵] کا ارادہ کرے، مکہ معظّمہ پہنچ کر

عہ۱: غالبًا اسی کا خلاصہ ہے اگرچہ کہیں کہیں کچھ حرف زائد کیے گئے ۱۲ منہ

عہ۲: چوتھا احرام تنہا عمرہ کا ہے جو تمتع وقرِان سے جدا ہو اسے افراد بالعمرہ کہتے ہیں، وہ حاجی کا احرام نہیں ۱۲ منہ

عہ۳: یعنی جس کے وقوف عرفہ کو ہوجانے تک احرام عمرہ نہ ہو ورنہ نیت حج نیت عمرہ مجتمع ہوکر قران کی شکل آجائیگی۔ کما فصلناہ علٰی ھامش ردالمحتار (جیسا کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ میں اس کی وضاحت کی ہے۔ت) ۱۲ منہ

عہ۴: قید بالمیقات لبیان الطریق للشروع للمتعۃ فان غیر الافاقی لا یجوز لہ التمتع والآفاقی لایجوزلہ التجاوز بغیر احرام والافان تمتع المکی اوتجاوز الآفاقی ثم تمتع کان متعۃ بلاشك وان اثما خلافا لما یوھمہ بعض العبارات والراویات من ارتاب فعلیہ بشرح اللباب ۱۲ منہ (م)

میقات کی قید تمتع کے مشروع طریقہ کو بیان کرنے کے لیے ہے کیونکہ تمتع آفاقی یعنی میقات کے باہر والوں کے لیے جائز ہے غیر آفاقی کے لیے جائز نہیں، جبکہ آفاقی کو میقات سے آگے احرام کے بغیر گزرنا منع ہے ورنہ اگر مکی نے تمتع کرلیا اور آفاقی نے بغیر احرام میقات سے گزر کر تمتع کرلیا تو دونوں کے تمتع ہوجائیں گے۔ اگرچہ ان کو گناہ ہوگا، اس کے خلاف بعض عبارات وروایات سے وہم ہوتا ہے جس سے بعض حضرات کو وہم ہوا ہے ایسے حضرات کو چاہئے کہ وہ شرح لباب کی طرف رجوع کریں ۱۲ منہ (ت)

عہ۵: میقات سے نہ کہا کہ میقات سے ابتدائے احرام ضرور نہیں میقات پر محرم ہونا درکار ہے خاص وہیں سے باندھے یا پہلے سے باندھا ہو تاکہ تجاوز بے احرام نہ ہو بل الافضل ھو التقدیم علی المیقات الکافی بشرطہ کما نصوا علیہ (بلکہ میقات مکانی پر مقدم ہونا افضل ہے کہ وہ شرط ہے جیسا کہ اس پر نص ہے ۱۲ منہ (ت)

اشھر الحج عـــہ۱ میں عمرہ عـــہ۲ کرکے وہیں عـــہ۳ حج کا احرام باندھے اسے تمتع کہتے ہیں اور اس حاجی کو متمتع، یا یہ کہ حج وعمرہ دونوں کی نیت جمع عـــہ۴ کرے اسے قِران عـــہ۵ کہتے ہیں اور حاجی کو قارِن اور زیادہ ثواب اسی میں ہے۔

جب حرم مکہ کے متصل پہنچے باادب وخشوع پیادہ پا داخل ہو اور برہنہ پاؤں بہتر ہے، جب مکہ معظمہ تک آئے نہا کر جانا مستحب ہے جب کعبہ معظّمہ پر نظر پڑے دعا مانگے کہ محل اجابت ہے، باب السلام پر جاکر آستانہ پاک کو بوسہ دے، دہنا پاؤں پہلے رکھ کر بسم اللہ کہہ کر داخل ہو بعدہ اگر جماعت قائم یا نماز فرض خواہ وتر یا سنت مؤکدہ کے فوت کا خوف نہ ہو تو سب کاموں سے پہلے متوجہ طواف ہو مرد اضطباع عـــہ۶ کرکے اور

عـــہ۱: اشہر حج یکم شوال سے دہم ذی الحجہ تک ہیں ۱۲ منہ

عـــہ۲: تمتع کے لیے اکثر طواف عمرہ یعنی چار پھیروں کا ان مہینوں میں واقع ہونا ضرور ہے اگرچہ پورا عمرہ ان میں نہ ہو مثلاً تین پھیرے رمضان میں کرلیے چار شوال میں کیے ہوں، یوں بھی تمتع ہوسکتا ہے کہ اکثر کے لیے حکم کل کا ہے تو جن دنوں میں اکثر طواف واقع ہوگا انہی میں عمرہ ہونا ٹھہرے گا ۱۲ منہ

عـــہ۳: وہیں اس لیے کہہ دیا کہ عمرہ کے احرام سے نکل کر اپنے وطن کو واپس جائے اس کے بعد آکر حج کا احرام باندھے تو تمتع نہ ہوگا، عمرہ الگ رہا حج الگ رہا، اگرچہ اسی سال کرے، دوسرا فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ حج کا احرام وہیں یعنی حرم سے باندھے کہ اس کا حکم مثل مکی کے ہے اور مکی کے لیے حج کا میقات حرم ہے اگر حل سے باندھے دم دے گا۔ ہاں غیر مکی کا تمتع یوں بھی صحیح ہے پر یہاں جائز ومسنون شکل کا بیان ہے ۲ امنہ

عـــہ۴: جمع کرنے کے ظاہر متبادر معنی یہ ہیں کہ ایک ہی وقت میں دونوں کی نیت کرے یہ شکل خاص سنت ہے، اور اگر پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور ہنوز اس کے چار پھیرے نہ کئے تھے کہ حج کا احرام کرلیا جب بھی تو قران ہوگیا، یونہی اگر پہلے فقط حج کا احرام کیا تھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے عمرہ کا احرام کرلیا تو بھی قارن ہوا مگر خلافِ سنت کیا خصوصاً جبکہ احرام عمرہ بعض افعال حج میں شروع کے بعد ہو کہ زیادہ بُرا ہے ۲ امنہ قدس سرہ العزیز۔

عـــہ۵: **تنبیہ**: احرام کی بارہ صورتیں ہیں جن میں ایک تمتع ہے اور باقی گیارہ میں بعض ائمہ کے طور پر پانچ افراد ہیں اور چھ قران، اور بعض محققین کی تحقیق پر آٹھ افراد ہیں تین قران۔ اس کی نفیس وجلیل توضیح وتفصیل ہم نے ہوامش ردالمحتار پر کی کہ غالبًا دوسری جگہ نہ ملے گی، وہاں سے ان تین قسموں کی پوری پوری جامع مانع تعریف ظاہر ہوتی ہے یہاں صرف صاف صاف عام فہم بات لکھ دی ہے ۱۲ منہ۔

عـــہ۶: **تنبیہ**: طواف قدوم میں رمل واضطباع وسعی کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے، اگر کرے گا تو طوافِ زیارت میں جس کا بیان آگے آتا ہے ان امور کی حاجت نہ ہوگی ورنہ وہاں کرنے ہوں گے اور اس دن ہجوم بہت ہوتا ہے اور کام بھی زیادہ۔ لہٰذا ہم نے بنظر آسانی مطلقًا ان امور کو داخل ترتیب کردیا اور قارن کو تو خود افضل ہی یہ ہے کہ یہ باتیں اسی طواف میں بجالائے ۱۲ منہ

اور عورت بے اضطباع حجر اسود کی دہنی طرف رکن یمانی کی جانب سنگ مکرم کے قریب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے اپنے دستِ راست کی طرف رہے پھر طواف کی نیت کرکے کعبہ کو منہ کئے اپنی دہنی سمت چلے، جب سنگ اسود کے مقابل ہو اور یہ بات ادنٰی حرکت سے حاصل ہو جائے گی، کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھا کر کہ ہتھیلیاں جانب حجر رہیں، **بسم اللہ والحمد للہ واللہ اکبر والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ** کہے اور پھر حجر مطہر پر دونوں کف دست اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ لے کہ آواز [عہ۱] نہ پیدا ہو۔ تین بار ایسا ہی کرے، اگر بے ایذا وکشمکش میسر آئے ورنہ ہاتھ یا لکڑی سے مس کرکے انھیں چوم لے، اور یہ بھی نہ ہوسکے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کرکے انھیں بوسہ دے لے، پھر در کعبہ کی طرف بڑھے، جب محاذات حجر سے گزر جائے سیدھا ہو لے اور خانہ کعبہ کو اپنی طرف کرکے بے ایذا ومزاحمت مرد رمل کرتا (اور عورت بے رمل) چلے۔ طواف میں کعبہ سے جتنا پاس ہو بہتر۔ مگر اتنا نہ کہ پشتہ دیوار پر جسم یا کپڑا لگے اور نزدیکی میں ازدحام سے رمل نہ کرسکے تو دوری افضل ہے جب رکن یمانی پر آئے اسے دونوں ہاتھوں یا دہنے سے تبرکا چھوئے، نہ صرف بائیں سے اور چاہے تو بوسہ بھی دے اور نہ ہوسکے تو کچھ نہیں [عہ۲]، یہاں تک کہ حجر اسود تک آجائے۔ یہ ایک پھیرا ہوا، یوں ہی سات پھیرے کرے، مگر رمل تین پھیروں کے بعد نہیں، ختم طواف میں بھی حجر اسود پر بوسہ دے، پھر مقام ابراہیم میں آکر جہاں تک مر مرِ بچھا ہے دو رکعت طواف پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو ورنہ تاخیر کرے، اس کے بعد دعا مانگے۔ پھر ملتزم میں آئے کہ اس پارہ دیور کا نام ہے جو درمیان حجر اسود ودر کعبہ کے ہے، یہاں قریب حجر ملتزم سے لپٹے اور اپنا سینہ، پیٹ، دہنار خسارہ کبھی بایاں کبھی تمام منہ اس پر رکھے۔ دونوں ہاتھ سر سے بلند کرکے دیوار پر پھیلائے یا دہنا دروازے اور بایاں حجر کی طرف اور دعا کرے۔ پھر زمزم پر آئے۔ ہوسکے تو خود ایک ڈول کھینچے ورنہ کسی سے لے کر آبِ مطہر روبکعبہ تین سانسوں میں ہر بار **بسم اللہ** سے شروع، **الحمد** پر ختم کرتا خوب پیٹ بھر کر پیے۔ باقی بدن پر ڈال لے۔ پیتے وقت دعا کرے کہ قبول ہے۔ کنویں کے اندر بھی نظر کرے کہ دافع نفاق ہے، اب اگر کوئی عذر مثل استراحت وغیرہ نہ ہو تو صفا مروہ میں سعی کے لیے پھر حجر اسود کو بطور مذکور چومے۔ اور نہ ہوسکے تو فقط اس کی طرف منہ کرکے فورًا باب صفا سے جانب صفا روانہ ہو، دروازے سے بایاں پاؤں پہلے نکالے اور داہنا پہلے جوتے میں ڈالے پھر صفا کی سیڑھی پر چڑھے کہ کعبہ نظر آئے، روبکعبہ ہو کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلے شانوں تک اٹھائے جیسے دعا میں کرتے ہیں۔ دیر تک تکبیر،

عہ۱: یہ ادب ہر بوسہ تعظیم مثلاً اولیاء وعلماء کے دست وپا چومنے میں بھی ملحوظ رکھے ۱۲ منہ۔

عہ۲: یعنی بوسہ ومس نہ ملے تو یہاں یہ نہیں کہ لکڑی سے چھو کر اسے چومے یا ہاتھوں سے اشارہ کرکے بوسہ دے یہ باتیں صرف حجر اسود میں تھیں ۱۲ منہ

تہلیل، درود ودعا میں رہے کہ محل اجابت ہے پھر اتر کر ذکر ودرود میں مشغول مروہ کو چلے۔ ان دونوں کے بیچ میں بائیں ہاتھ کو دیوار مسجد الحرام میں دو جگہ سبز علامتیں بنی ہیں جنھیں میلین اخضرین کہتے ہیں، مرد پہلے میل سے دوڑنا شروع کریں مگر نہ حد سے زائد کسی کو ایذا دیتے۔ یہاں تک کہ دوسرے میل سے نکل جائیں۔ اتنے راستے کو "**مسعیٰ**" کہتے ہیں، عورتیں نہ دوڑیں۔ اس مابین میں دعا بجہد کرے میل دوم سے پھر آہستہ ہولے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے یہاں گو کعبہ نظر نہیں آتا مگر استقبال کرکے جیسے صفا پر کیا تھا کرے۔ یہ ایک پھیرا ہوا۔ پھر صفا پر جائے اور مسعٰی میں دوڑے یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو۔ واضح ہو کہ عمرہ صرف انہی افعال طواف وسعی کا نام ہے۔ قارِن ومتمتع کے لیے یہی عمرہ [عہ۱] ہوگیا۔

اور مفرد کے لیے طواف قدوم مگر قارن اسی طرح بہ نیت طواف قدوم ایک طواف وسعی اور کرے۔ اور وہ اور مفرد دونوں احرام میں رہیں۔ لبیک گویاں مقیم مکہ ہوں بخلاف متمتع کہ تنہا عمرہ والے کی طرح شروع سے بوسہ حجر لیتے ہی لبیک چھوڑدے اور طواف وسعی مذکور کے بعد حلق یا تقصیر کرکے احرام [عہ۲] سے باہر آئے،

پھر چاہے تو ہشتم ذی الحجہ تک بے احرام رہے، مگر افضل یہ ہے کہ جلد احرام حج باندھ لے اگر یہ خیال نہ ہو کہ دن زیادہ ہیں احرام کی قیدیں مجھ سے نہ نبھیں گی۔

ایام اقامت میں یہ سب حجاج [عہ۳] جس قدر ہوسکے نرا طواف بے سعی ورمل واضطباع کرتے رہیں اور ہر سات پھیروں پر مقام ابراہیم میں دو رکعت پڑھیں۔

ساتویں تاریخ بعد نماز ظہر مسجد الحرام شریف میں امام کا خطبہ سنے۔ آٹھویں تاریخ جس نے [عہ۴] ابھی احرام نہ باندھا ہو باندھ لے۔ اور حج کے رمل [عہ۵] وسعی پیشتر کرنا چاہے

عہ۱: اگرچہ انھوں نے ان افعال میں نیت عمرہ نہ کی ہو ۱۲ منہ

عہ۲: مگر جس متمتع نے سوق ہدی کیا ہو اسے قارن کی طرح احرام سے باہر آنا روا نہیں ۱۲ منہ

عہ۳: یعنی یہ چند سطریں بیچ میں خاص متمتع کے بیان میں تھیں آگے پھر عام احکام ہیں جن میں قارن، متمتع مفرد سب شریک ۱۲ منہ

عہ۴: اور وہ وہی متمتع ہوگا جو عمرہ کرکے احرام سے باہر آیا یا مکی جس نے ابھی حج کا احرام نہ کیا ۱۲ منہ

عہ۵: مفرد قارِن نے طواف قدوم میں جو رمل وسعی کی وہ حج کی تھی اب انھیں طواف زیارت میں فراغت رہے گی پر متمتع کے لیے طواف قدوم نہیں اور وہ رمل وسعی کہ اس نے کی تھی عمرہ کی تھی اس سے حج کی رمل وسعی ادا نہ ہوئی تو اسے طواف زیارت میں کرنے ہوں گے لہٰذا اگر بخیال زحمت وقلّت فرصت یہ بھی پیشتر فارغ ہولینا چاہے تو ایک نفلی طواف کے ساتھ ادا کرے ۱۲ منہ

تو ایک طواف نفل کے ساتھ کرلے، جب آفتاب نکل آئے سب منٰی کو چلیں بشرط قوت پیادہ کہ جب تک مکہ پلٹ کر آئے گا ہر قدم پر سات کروڑ عـــہ۱ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ سو ہزار کا لاکھ، سو لاکھ کا کروڑ، سو کروڑ کا ارب، سو ارب کا کھرب، یہ نیکیاں تخمیناً عـــہ۲ اٹھتر کھرب چالیس ارب آتی ہیں اور خدا کا فضل اس نبی کے صدقے میں اس امت پر بہت ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راہ میں لبیک و دعا و درود و ثنا کی کثرت کرے۔ منٰی دیکھ کر دعا مانگے۔ وہاں شب باش ہو کر آج کی ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں پڑھے۔ یہ رات ذکر و عبادت میں جاگتا یا باطہارت سوتا گزارے۔ جب صبح ہو نماز مستحب وقت پڑھ کر لبیک و ذکر میں رہے یہاں تک کہ آفتاب "کوہ ثبیر" پر کہ مسجد الخیف شریف کے مقابل ہے چمکے۔ اب عرفات کو چلے قلب کو خیال غیر سے پاک کرنے میں جہد کامل کرے۔ راستہ کثرت لبیك و ذکر و درود و توبہ و استغفار میں کاٹے۔ جب نگاہ جبل رحمت پر پڑے ان امور میں جہد تام کرے کہ ان شاء اللہ وقت قبول ہے۔ عرفات میں اس کوہ مبارک کے پاس یا جہاں جگہ ملے شارع عام سے بچ کر اترے۔ دوپہر تک تضرع وابتہال اور باخلاص نیت حسب استطاعت تصدق و خیرات و ذکر و لبیك و درود و دعا و استغفار و کلمہ توحید عـــہ۳ میں مشغول رہے، پھر زوال آفتاب سے کچھ پہلے نہائے کہ سنت موکدہ ہے یا وضو کرے اور قبل از زوال کھانے پینے، وغیر ہا ضروریات سے فارغ ہولے کہ قلب کو کسی جانب تعلق نہ رہے۔ آج کے دن جیسے کہ حاجی کو روزہ مناسب نہیں کہ دعا میں ضعف نہ ہو، یوں پیٹ بھر کھانا سخت زہر ور، غفلت و کسل کا باعث، تین روٹی بھوک والا

عـــہ۱: حدیث میں یوں ہے کہ پیادہ جانیوالے کو ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں حرم کی نیکیوں سے [1] اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ حرم کی ہر نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے [2] تو سات سو کو لاکھ میں ضرب دینے سے سات کروڑ ہوئے ۱۲منہ۔

عـــہ۲: عرفات مکہ معظّمہ سے نو کوس گنی جاتی ہے آتے جاتے اٹھارہ کوس ہوئے، اور فقیر نے تجربہ کیا کہ عرفی کوس ا، ۵/۳ ہوتا ہے تو تخمیناً ۲۸ میل سمجھو، ہر میل کے چار ہزار قدم، ۲۸ کو ۴۰۰۰ میں ضرب دینے سے ایک لاکھ بارہ ہزار قدم ہوئے انھیں سات کروڑ میں ضرب دیجیئے تو وہی ۸۷ کھرب ۴۰ ارب نیکیاں ہوتی ہیں، اور اگر عرفات کو مکہ معظّمہ سے ۹ میل ہی رکھتے تو ۷۲ ہزار قدم ہوئے جن کی ۵۰ کھرب ۴۰ ارب نیکیاں یہ کیا تھوڑی ہیں، اور اللہ تعالٰی کا فضل بہت بڑا ہے ۱۲ غفرلہ

عـــہ۳: یعنی **لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك و لہ الحمد یحیی و یمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئ قدیر** ۔ حدیث میں فرمایا: بہتر وہ کلمہ جو آج عرفہ کے دن میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے فرمایا یہ ہے ۱۲ منہ

---

[1] فتح القدیر کتاب الحج مسائل منثورہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۸۷/۳)

[2] فتح القدیر کتاب الحج مسائل منثورہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۸۷/۳

یک ہی کھائے، عــہ۱ جب زوال ہولے بلکہ اس سے پہلے کہ امام کے قریب جگہ ملے مسجد نمرہ جائے سنّتیں پڑھ کر خطبہ سن کر امام کے ساتھ ظہر پڑھے اس کے بعد بے توقف عصر کی تکبیر ہو گی معًا جماعت میں عصر پڑھ لے بیچ میں سلام کلام تو کیا معنٰی۔ ظہر کی پچھلی سنتیں بھی نہ پڑھے اور بعد عصر بھی نفل نہیں۔ یہ ظہر و عصر کی جمع جبھی جائز ہے کہ نماز امام اعظم یعنی سلطان یااس کے نائب ماذون کے پیچھے ہو ورنہ عصر وقت سے پہلے باطل ہو گی۔ بعد نماز فورًا فورا موقف کو جائے۔ افضل یہ ہے کہ اونٹ پر امام سے نزدیک جبل الرحمۃ کے قریب جہاں سیاہ پتھروں کا فرش ہے روبقبلہ پس پشت امام کھڑا ہو جبکہ ان فضائل کے حصول میں دقت یا کسی کی اذیت نہ ہو ورنہ جہاں عــہ۲ اور جس طرح ہوسکے وقوف کرے۔ امام کی دہنی جانب بائیں اور بائیں روبرو سے افضل ہے۔ اب غایت خشوع و خضوع کے ساتھ لرزتا، کانپتا، ڈرتا، امید کرتا، آنکھیں بند کئے، گردن جھکائے، دستِ دعا آسمان کی طرف اٹھائے، تکبیر، تہلیل، تسبیح، حمد، درود، دعا، توبہ، استغفار میں ڈوب جائے، کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیل اجابت و کمال سعادت ہے ورنہ رونے والوں کا سامنہ بنائے کہ **مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ** (جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہوگا۔ ت) اثنائے دعا و ذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے، آج کے دن دعائیں بہت مقبول ہیں، مگر سب میں بہت

عــہ۱: حدیث میں ہمیشہ تہائی پیٹ کھانے کو فرمایا ہے[1] ہم حریصوں سے مدام عمل نہیں ہوتا تو کاش ایام اقامت حرمین میں تو اس پر عامل رہیں ورنہ جان برادر ؎

انائے کہ پر شد دگر چوں پرد

(پیٹ جب پر ہوتا ہے تو دوسرے امور ہاتھ سے جاتے رہتے ہیں)

اے عزیز ا ہفتہ بھر اس پر عمل کر دیکھ۔ پھر اگر اگلی حالت سے کچھ فرق دیکھے ماننا ورنہ اختیار ہے زندگی ہے تو کھانے پینے کے بہت دن ہیں۔ حرمین کی اقامت تو نشاط سے گزرے، جان برادر! اگر اتنا صبر بھی شاق ہے تو ۸ سے ۱۳ تک خاص اعمال حج کے دن ہیں اور آٹھ دس روز مدینہ طیبہ کے کہ حضوری مبارک کے ایام ہیں ذرا نفس کی باگ کڑی کرلے ورنہ یقین جان کہ ؎

بسیار خوار ست بسیار خوار

(بسیار خوری ___ کثیر ذلت ہے) ۱۲منہ

عــہ۲: یعنی بطن عُرنہ سے بچ کر وہاں وقوف محض ناجائز ہے وہ عرفات میں ایک نالہ ہے حرم محترم کے نالوں سے مسجد عرفات سے جسے مسجد نمرہ کہتے ہیں پچھال یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف ۱۲ منہ

---

[1] الترغیب والترھیب بحوالہ ترمذی حدیث ۲ الترھیب من الامعان فی الشبع الخ مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۳۶

یہ ہے کہ دعا کے بدلے سارا وقت درود وذکر وتلاوت قرآن میں گزارے کہ دعا والوں عـــہ۱ سے زیادہ پائے گا۔

غرض اسی حالت تضرع وزاری پر رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے اور ایک جز ولطیف عـــہ۲ رات کا آجائے، اس سے پہلے کوچ منع ہے اور ایک ادب واجب الحفظ اس روز یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے سچے وعدوں پر بھروسا کرکے یقین جانے کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اب کوشش کروں گا کہ آئندہ گناہ نہ ہو، اور جو داغ اللہ تعالٰی نے بہ محض رحمت میری پیشانی سے دھویا ہے پھر نہ لگے۔ بعد تیقن غروب فورًا سکینہ وو قار کے ساتھ ہمراہ امام عـــہ۳، لبیك وتکبیر وذکر و درود میں مشغول مزدلفہ جائیں۔ راہ میں وسعت ملے اور کسی کی ایذا نہ ہو تو سیر میں شتابی کریں۔ نماز مغرب وعشاء عرفات خواہ راہ میں نہ پڑھیں، جب مزدلفہ نظر آئے بشرط قدرت پیادہ ہوجائے اور نہا سکے تو بہتر، یہاں جبل قزح کے قریب راہ سے بچ کر اتریں، اسباب اتارنے، اونٹ کھولنے سے پہلے وقت عشاء میں بعد اذان واقامت نماز مغرب بہ نیت ادا اور اس کے بعد بے تکبیر یا تکبیر کہہ کر بے فصل سنت ونفل معا عشاء پڑھ لیں، اس جمع میں جماعت شرط نہیں۔ صبح تک بقدر قدرت یاد خدا اور درود ودعا میں رہیں، جب صبح ہو نماز صبح اول وقت خوب تاریکی میں پڑھ کر مشعر الحرام میں آئیں، امام کے پیچھے روبقبلہ ذکر ولبیک و درود ودعا میں جہد رکھیں۔ اللہ جل جلالہ سے بتضرع تمام حقوق العباد سے خلاصی مانگیں، یہاں سے سات کنکریاں اٹھا کر دھو کر رکھ لیں۔ جب خوب روشنی ہوجائے اور آفتاب قریب طلوع آئے ہمراہ امام لبیک وذکر میں مشغول منٰی کو چلیں، جب وادی محسر عـــہ۴ پہنچیں بقدر پانسو پینتالیس گز شرعی کے سیر میں

عـــہ۱: یہ امر حدیثوں سے ثابت ہے جسے ان کا دیکھنا ہو جواہر البیان شریف مطالعہ کرے، خلاصہ ان کا یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: "اگر تو اپنی سب دعاؤں کے عوض مجھ پر درود بھیجا کرے گا تو اللہ تعالٰی تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمائے گا [1]۔" بیہقی کی حدیث میں ہے: "رب العزت جل جلالہ فرماتا ہے جو میرے ذکر کے سبب دعا کی فرصت نہ پائے اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ دوں [2]۔" ترمذی کی حدیث میں ہے: "مولا تعالٰی فرماتا ہے جسے تلاوت قرآن، ذکر ودعا کی مہلت نہ دے اسے سب سائلوں سے افضل عطا کروں [3] ۱۲ منہ عـــہ۲: اس کے معنی ہم اوپر لکھ چکے کہ غروب آفتاب کا یقینی ہوجانا مراد ہے پھر دیر نہ کرے ۱۲ منہ

عـــہ۳: اوپر گزرا کہ ہمراہی امام سنت ہے اور اگر وہ وقت مسنون پر کوچ کرے اور معیت میں اپنی یا غیر کی اذیت نہ ہو ۱۲ منہ۔ عـــہ۴: یہ منٰی ومزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منٰی کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہوا ہے ۵۴۵ گز طول رکھتا ہے یہاں آکر اصحاب الفیل ٹھہرے اور ان پر عذاب ابابیل اترا تھا اس لیے اس سے جلد گزرنا اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگنا چاہئے ۱۲ منہ

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب الصلٰوۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصل ثانی مطبع مجتبائی دہلی ص۸۶

[2] شعب الایمان حدیث ۵۷۳ بیروت ۱/ ۴۱۳

[3] جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۱۱۶)

بے ایذائے احدے تیزی کریں اور اس عرصہ میں غضب و عذاب الٰہی سے پناہ مانگیں، جب منٰی پہنچیں سب کاموں سے پہلے جمرۃ العقبہ کو کہ ادھر سے پچھلا جمرہ ہے اور مکہ معظّمہ سے پہلا، جائیں اور بطن وادی میں سواری پر جمرہ سے پانچ گز شرعی چھوڑ کر کھڑے ہوں کہ منٰی دہنے ہاتھ پر رہے اور کعبہ بائیں پر۔ پس رخ بجمرہ سات کنکریاں جدا جدا سیدھا ہاتھ خوب اٹھا کر کہ سپیدی بغل ظاہر ہو، ہر ایک پر "بسم اللہ اللہ اکبر" کہہ کر ماریں۔ بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں ورنہ تین گز شرعی کے فاصلہ تک گریں، اس سے زیادہ میں وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی، پہلی کنکری سے لبیك موقوف کریں، جب سات پوری ہو جائیں فورًا ذکر ودعا کرتے پلٹ آئیں، اب قربانی عـــہ۱ میں کہ متمتع و قارن پر واجب اور مفرد کو مستحب ہے مشغول ہو، اگر ذبح کرنا آئے خود ذبح کریں ورنہ ذبح میں حاضر ہوں، دنوں ہاتھ اور ایک پاؤں اس کا باندھ کر روبقبلہ لٹائیں اور تکبیر کہہ کر نہایت تیز چھری بسرعت تمام پھیر دیں، بعدہ ہاتھ پاؤں کھول دیں، اونٹ ہو تو اسے کھڑا کرکے سینہ میں منتہائے گلو پر نیز ماریں کہ سنت یونہی ہے اور اس کا ذبح مکروہ، اگرچہ حلت میں کافی ہے۔ بعد فراغ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے قبول حج وقربانی کی دعا کریں، جب تک سرد نہ ہو کھال نہ کھینچیں کہ ایذا ہے، بعدہ روبقبلہ بیٹھ کر مرد سارا سر منڈائیں کہ افضل ہے یا بال کترائیں کہ رخصت ہے، ابتداء دہنی جانب سے کریں، وقت حلق اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہتے جائیں، بعد فراغ بھی کہیں، سب مسلمانوں کی مغفرت مانگیں، بال دفن کردیں، حلق سے پہلے ناخن نہ کترائیں، خط نہ بنوائیں، عورتوں کو حلق روا نہیں ایک پور برابر بال کتروادیں، اب جماع ودواعی جماع کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہوگیا۔ افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ طواف فرض کے لیے جسے "طواف زیارۃ" کہتے ہیں، مکہ معظّمہ جائیں بدستور مذکور پیادہ یا باطہارت وستر عورت بے اضطباع عـــہ۲ کریں، اسی طرح عـــہ۳ جو مفرد متمتع مثل قارن رمل وسعی حج دونوں خواہ صرف سعی حج، سے کسی طواف عـــہ۴ کامل باطہارت میں

عـــہ۱: یہ قربانی عید کی قربانی سے جدا ہے وہ مسافر پر اصلاً نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے اگرچہ حاجی ہو ۱۲ منہ

عـــہ۲: ہم اوپر لکھ چکے کہ اس طواف میں اضطباع اصلاً نہیں اگرچہ پیشتر نہ کیا ہو ۱۲ منہ

عـــہ۳: توضیح مسئلہ یہ ہے کہ قارن کو طواف قدوم میں رمل وسعی کرلینی افضل ہے وھذہ معنی قولہ مثل قارن (اس کے قول "مثل قارن" کا یہی معنی ہے۔ت) اور مفرد کو بھی بخیال زحمت و قلّت فرصت اجازت اور متمتع کے لیے اگرچہ طواف قدوم نہیں کما بینا من قبل (جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کردیا ہے۔ت) مگر اسے (باقی برصفحہ آئندہ)

فارغ ہوچکا ہے وہ رمل وسعی کرے ورنہ اب دونوں بجالائے۔ بعد طواف دو رکعت مقام ابراہیم میں پڑھیں اس سے عورتیں بھی حلال ہوگئیں، بارھویں تک اس کی تاخیر روا۔ اس کے بعد بلاعذر مکروہ تحریمی موجب دم۔

اب دسویں تاریخ نماز ظہر مکہ معظّمہ میں پڑھ کر پھر منٰی عـــہ۱ جائے، گیارھویں شب وہیں بسر کرے، نہ مکہ میں نہ راہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ہم اوپر لکھ آئے کہ پہلے کرلینا چاہئے تو ایک نفل کے ساتھ کرلے اب یہ لوگ اگر پیشتر ان کاموں سے فارغ ہولئے تھے فبہا، آج حاجت نہ پڑے گی مگر جس نے نہ کئے خواہ قارن ہو یا مفرد یا متمتع، اسے اب کرنے چاہئیں، پر رمل اسی طواف میں مشروع ہے جس کے بعد سعی ہو تو جس نے ہنوز دونوں نہ کئے ہوں ہو تو ظاہر ہے کہ اس طواف کے ساتھ دونوں کرے گا اور جس نے سعی نہ کی اور رمل کرلیا وہ بھی اب دونوں کرے۔ سعی تو یوں کہ باقی تھی اور رمل یوں کہ پہلا رمل جو طواف بے سعی میں واقع ہوا نامشروع تھا، اب بروجہ مشروع بجالائے اور جس نے سعی کرلی تھی رمل نہ کیا تھا وہ اب کچھ نہ کرے۔ سعی تو یوں کرچکا ہے اور رمل یوں کہ کرتا ہے تو بے سعی واقع ہوگا اور سعی دوبارہ نہیں ہوسکتی ۱۲ منہ

عـــہ۴: طواف کامل کے معنٰی فصل واجبات میں گزرے ۱۲ منہ

(حاشیہ صفحہ ھذا)

عـــہ۱: قدرت الٰہی کا ایک عجیب تماشا ہر کس وناکس نے منٰی میں ان آنکھوں سے دیکھا ہے جس سے بحمد اللہ حقانیت اسلام ومعجزہ باہرہ حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہو۔ منٰی چند پہاڑوں کے درمیان ایک چھوٹی سی جگہ کا نام ہے جس کا عرض تو بہت ہی قلیل ہے اور طول دو میل، سارا رقبہ ایک مربع میل سے بھی کم سمجھئے، یہاں چار پانچ روز تمام حجاج کا ہجوم رہتا ہے پھریوں نہیں جیسے نماز کی صفیں یا مجلس کی گنجائش بلکہ جس طرح شہروں میں بستے ہیں ہزار ہا خیمے، ڈیرے، قناتیں، پردے، ہر ایک اپنی اپنی جدا منزل میں، پھر اصل آبادی کی عمارتیں علاوہ۔ اور ہم اوپر لکھ آئے کہ کسی سال پندرہ لاکھ سے کم نہیں ہوتے، فقیر جس سال حاضر تھا اٹھارہ لاکھ کی مردم شماری سننے میں آئی۔ پھر کبھی نہ دیکھئے گا کہ منٰی بھر گئی یا کسی وقت حاضرین سے تنگ ہوگئی۔ سب اہلے گہلے بہ فراغت پھیلتے، چلتے پھرتے، سوتے، بستے، کام کاج کرتے ہیں، یہ **بحمد اللہ** صریح تصدیق ہے اس حدیث کی کہ ارشاد ہوا: "منٰی حاجیوں کے لیے ایسی پھیلتی ہے کہ جیسے ماں کا پیٹ بچہ کے لیے کہ جتنا بچہ بڑھتا جاتا ہے ماں کا پیٹ جگہ دیتا ہے[1]۔" **اشھد ان الا سلام حق والکفر باطل والحمد للہ رب العٰلمین ۱۲ منہ غفرلہ۔**

[1] کنز العمال بحوالہ طس عن ابی الدرداء حدیث ۳۴۷۹۹ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۲/ ۲۳۰، درمنثور واذکرواللہ فی ایام معدودات کے تحت مذکور ہے منشورات آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۱/ ۲۳۵

مکروہ ہے، روز یازدہم بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر متوجہ رمی ہو، ان ایام میں رمی جمرہ اولٰی سے شروع کرے جو مزدلفہ کی طرف مسجد خیف سے قریب ہے، راہ مکہ کی طرف سے آکر چڑھائی پر چڑھے کہ یہ جگہ نسبت جمرۃ العقبہ کے بلند ہے رو بہ کعبہ بطور مذکور سات کنکریاں مار کر جمرہ سے قدرے آگے بڑھے، مستقبل قبلہ ہاتھ دعا میں یوں اٹھا کر ہتھلیاں رو بہ قبلہ رہیں حضور قلب سے حمد و درود و دعا واستغفار میں بقدر قراءت یا سورہ بقرہ یا کم سے کم بمقدار بست آیت مشغول رہے۔
آگے جمرہ وسطی ہے وہاں بھی ایسا ہی کرے پھر جمرہ عقبہ ہے یہاں رمی کرکے نہ ٹھہرے معًا پلٹ آئے، پلٹتے میں دعا کرے، شب دوازدہم یہیں اپنی فرودگاہ پر گزارے۔ بارھویں تاریخ جمرات ثلاثہ کو بعد زوال اسی طریقے سے رمی کرے___ اب تابہ غروب آفتاب مختار ہے کہ جانب مکہ روانہ ہو اور ایک دن اور ٹھہرے تو افضل ہے مگر بعد غروب چلا جانا معیوب۔ پس اگر تیرھویں کو بھی ٹھہرا تو اسی طرح رمی جمرات کرکے متوجہ مکہ معظّمہ ہو۔ جب وادی محصب میں کہ جنت المعلی کے قریب ہے، پہنچے، سواری اترلے یا بے اترے کچھ دیر ٹھہر کر مشغول دعا ہو، بہتر تو یہ ہے کہ عشاء تک نمازیں یہیں پڑھے، نیند لے کر داخل مکہ معظّمہ ہو۔ اب اپنے اور اپنے والدین ومشائخ واولیائے نعمت خصوصًا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کے اصحاب وعترت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کی طرف سے جتنے ہوسکیں عمرے کرتا رہے، جب عزم سفر ہو طواف وداع بے رمل وسعی واضطباع کرے، دو رکعت مطلوبہ پڑھے۔ پھر زمزم[عـــہ] پر آئے، پانی بہ طریق مذکور پیئے، بدن پر ڈالے۔

عـــہ: قدرت ربانی کا صریح نمونہ اس مبارک کنویں میں ہے، چھوٹا سا کنواں ذرا سا دَور، اور لاکھوں کا ہجوم، آٹھ پہر میں ایک دم کو پانی تھمنے نہیں پاتا۔ ہزاروں پیتے ہیں، ہزاروں وضو کرتے ہیں، ہزاروں نہار ہے ہیں، ہزاروں مشکیں شہر میں جاری ہیں ایک غول سر کا دوسرا آیا ہٹنے نہ پایا کہ تیسرا آیا، پھر کوئی بتادے کہ فلاں وقت کنویں کا پانی کچھ کم کرگیا۔ واللہ برکت والے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی برکت ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا، گہرے سے گہرا کنواں فرض کیجئے اور ایک دن میں پندرہ لاکھ، اٹھارہ لاکھ کا ہجوم اس پر آنے دیجئے، دم کے دم میں سن لیجئے گا کہ تلی میں خاک بھی نہ رہی، ایک بار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے زمانہ میں زمزم شریف میں ایک زنگی گر کر مر گیا، سب پانی کھینچنا تھا، تھک تھک گئے۔ شل ہوگئے بہزار مشکل قدرے گھٹا کہ دفعۃً حجر اسود کی طرف سے ایک موسلادھار پرنالہ اسی جوش سے گرا کہ آن کی آن میں پھر ویسا ہی کردیا۔ اللہ تعالٰی کی بے شمار درودیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کی آل پر ۱۲ منہ غفرلہ۔

پھر روبروئے در اقدس کھڑا ہو۔ آستانہ پاک کو بوسہ دے۔ فلاح دارین، قبول حج، مغفرت ذنوب، توفیق حسنِ عود بارہا کی دعا کرے، ملتزم پر آکر بہ نہج مذکور غلافِ کعبہ تھام کر چمٹے، تضرع، خشوع، دعا، بکاء، ذکر، درود کی جو تکثیر ہوسکے بجالائے۔ حجر مطہر کو بوسہ دے کر الٹے پاؤں رخ بہ کعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو بہ نگاہ حسرت دیکھتا اور فراق بیت پر روتا یا رونے کی صورت بناتا مسجد مقدس کے دروازہ مسمّٰی بہ "باب الحزورہ" سے نکلے پھر بقدر استطاعت فقرائے حرم پر تصدق کرکے متوجہ مدینہ طیبہ ہو۔

حاضری دربارِ دُربار مدینہ طیبہ

اس سفر سراپا ظفر میں نیت لحاظ غیر سے خالص اور درود وذکر شریف حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نہایت کثرت کرے جب حرم مدینہ میں داخل ہو، احسن یہ ہے کہ سواری سے اتر پڑے، روتا، سر جھکائے، آنکھیں نیچے کئے چلے۔ ہوسکے تو برہنہ پائی بہتر بلکہ ؎

جائے سراست اینکہ تو پائے می نہی　　پائے نہ بینی کہ کجامی نہی

(حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانیوالے)

جب نگاہ قبہ سعادت وبرج کرامت پر پڑے صلٰوۃ وسلام کی کثرت کرے، جب خاص شہر اقدس تک پہنچے قبل دخول اور نہ بن پڑے تو بعد دخول، پیش از حضور مسجد، وضو ومسواک کرے اور غسل احسن، جامہ سفید پاکیزہ پہنے۔ نیا بہتر، سرمہ وخوشبو لگائے، مشک افضل، جب دروازہ شہر میں داخل ہو تمام ہمت اپنی تکثیر صلٰوۃ وسلام میں مصروف کرے۔ مراقبہ جلال وجمال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ڈوب جائے، اب ان ضروریات وحوائج سے جن کا لگاؤ باعث تشویش خاطر ہو بسرعت تمام فراغ پاکر پہلا کام یہ کرے کہ آستانہ والا کی طرف بہ نہایت خشوع وخضوع متوجہ ہو۔ اگر رونا نہ آئے رونے کا منہ بنائے اور دل کو بہ زور رونے پر لائے۔ اپنی سختی دل سے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف التجا کرے۔ جب در مسجد پر حاضر ہو صلٰوۃ وسلام عرض کرکے قدرے توقف کرے گویا سرکار سے اذن حضوری طلب کرتا ہے، پھر دہنا پاؤں پہلے رکھتا سر سے پاؤں تک ادب بنتا داخل ہو، اس وقت جو ادب وتعظیم واجب ہے مسلمان کا قلب خود واقف ہے دل وجوارح کو خیال غیر وحرکات عبث سے باز رکھے، مسجد اقدس کی آرائش وزینت ظاہری کی طرف نگاہ نہ کرے۔ اگر کوئی ایسا سامنے آئے جس سے سلام وکلام ضروری ہو حتی الوسع اعراض کرجائے۔ نہ بن پڑے تو قدر ضرورت سے تجاوز نہ کرے۔ پھر بھی دل اسی طرف متوجہ ہو

زنہار زنہار اس مسجد مقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ کہے۔ یقین جان کہ وہ جناب عہ ا مراز اعطر وانور میں بحیات ظاہری ،دنیاوی، حقیقی ویسے ہی زندہ ہیں جیسے پیش از وفات تھے[1]۔ موت ان کی ایک امر آنی تھی، اور انتقال ان کا صرف نظر عوام سے چھپ جانا۔

ائمہ دین فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ایک ایک قول عہ۲ وفعل بلکہ دل کے خطروں عہ۳ پر مطلع ہیں [2]۔اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جائے کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبہ شوق اجازت دے تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانہ حاضری صرف سورہ کافرون واخلاص سے بہت تخفیف کے ساتھ مگر بہ مراعاتِ سنن، مصلائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جہاں اب وسط مسجد میں محراب بنی ہے اور وہاں میسر نہ آئے تو حتی الوسع اس کے نزدیک ادا کرے۔ بعدہ سجدہ شکر میں گرے اور دعا مانگے کہ الٰہی! اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب نصیب فرما۔

اب وہ وقت آیا کہ منہ اس کا مثل دل کے اس شباک پاک کی طرف ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کے محبوب عظیم الشان کی آرام گاہ رفیع المکان ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، لرزتا، کانپتا، بید کی طرح تھر تھراتا، ندامت گناہ سے عرق شرم میں ڈوبا، قدم بڑھا۔ خضوع ووقار وخشوع وانکساری کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کر، سوا سجدہ عبادت کے جو بات ادب واجلال میں اکمل ہو بجالا، حضور والا کے پائیں یعنی شرق

عــــہ۱: اس نفیس مقام پر کتاب مستطاب جواہر البیان شریف میں وہ نفحات جاں افروز ونفحاتِ دشمن سوز ہیں جن کی شرح میں فقیر نے کتاب "**سلطنت المصطفی فی ملکوت کل الوریٰ**" تحریر کی، جسے ان حقائق کی تفصیل دیکھنی منظور ہو اس کی طرف رجوع کرے ان شاء اللہ تعالیٰ حق کا رنگ رچا ملے گا اور باطل کا سر لچا، **ذٰلك من فضل اللہ علینا و علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون** ۱۲ منہ

عــــہ۲: علامہ علی قاری نے فرمایا حضور سے کچھ پوشیدہ نہیں وہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں[3] ۱۲منہ

عــــہ۳: امام علامہ محدث شہاب الدین احمد قسطلانی شارح بخاری نے مواہب لدنیہ اور علامہ ابن الحاج مکی محمد عبدری نے مدخل میں اور ان کے ماسوا اور اکابر علماء نے اس معنیٰ کی تصریح فرمائی ۱۲ **منہ غفر لہ**

---

[1] شرح مواہب زرقانی المقصد العاشر مطبعہ عامرہ مصر ۸/ ۳۴۸

[2] المدخل فصل فی زیارۃ القبور دارالکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۵۲

[3] مسلک متقسط مع ارشادالساری باب زیارۃ سید المرسلین ص۳۳۸

کی سمت سے آ، کہ وہ جناب مزارِ پر انوار میں رو بقبلہ جلوہ فرما ہیں جب تو اس سمت سے حاضر ہو گا حضور کی نگاہ بیکس پناہ تیری طرف ہو گی اور یہ امر تیرے لیے دو جہاں میں بس ہے۔

پھر زیر قندیل میخ سیمیں کے محاذی جو دیوار حجرہ مقدسہ میں چہرہ انور کے مقابل مرکوز ہے پہنچ کر پشت بہ قبلہ دست بستہ مثل نماز کھڑا ہو[عـــہ۱] کہ کتب معتمدہ[1] میں اس معنی کی تصریح ہے اور زنہار جالی شریف کے بوسہ و مس سے دور رہ کہ خلاف ادب ہے، اب نہایت ہیبت و وقار کے ساتھ مجرا و تسلیم بجالا بہ آواز حزیں وصورت دردآگیں و دل شرمناک و جگر صد چاک، معتدل آواز سے نہ نہایت نرم وپست نہ بہت بلند وسخت عرض کر: **السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علیك یا رسول اللہ، السلام علیك یا خیر خلق اللہ، السلام علیك یا شفیع المذنبین، السلام علیك وعلٰی اٰلك واصحابك اجمعین**[2]۔

جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو۔ صلوٰۃ وسلام کی کثرت کر۔ حضور سے اپنے اور اپنے والدین ومشائخ واحباب تمام اہل اسلام کے لیے شفاعت مانگ۔ بار بار عرض کر: **اسئلك الشفاعۃ یا رسول اللہ**[3]۔ پھر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی تو بجالا، عرض کر: **السلام علیك یا رسول اللہ من عبدك**[عـــہ۲] **وابن عبدك احمد رضا بن نقی علی**

عـــہ۱: مثل اختیار شرح مختار وفتاوٰی عالمگیری ولباب وشرح لباب وغیرہا ۱۲ منہ

عـــہ۲: اطلاقِ عبد بمعنٰی غلام قطعاً جائز وشائع اور قرآن وحدیث میں واقع، فقیر غفر اللہ تعالٰی نے اپنی کتاب "**البارق الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ**" میں اس کی تحقیق مشبع لکھی اور اپنے رسالہ "**مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم**" (۱۳۰۲ھ) میں بھی قدرے توضیح، اور گیارہ احادیث پر قناعت کی۔ یہاں اسی قدر کافی کہ رب الارباب عزجلالہ قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

وَ اَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ	نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور

[1] فتاوٰی ہندیہ خاتمہ فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۶۵

[2] شرح لباب مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین دار الکتاب العربی بیروت ص۳۳۸

[3] شرح لباب مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین دار الکتاب العربی بیروت ص۳۳۹

یسئلك الشفاعة فاشفع لہ وللمسلمین۔

فقیر اپنے مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ درخواست کرتا ہے جو صاحب اس رسالہ پر واقف ہوں اور اللہ عزجلالہ حاضری روضہ اقدس عطا فرمائے ان الفاظ کو عرض کرکے ثواب جزیل پائیں اور نالائق ننگِ خلائق کو ممنون احسان بنائیں، اللہ تعالٰی تمھیں دونوں جہان میں جزائے خیر بخشے۔ آمین!

بعدہ ایک گز شرعی اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی جانب ہٹ کر مقابل چہرہ انور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑا ہو کر عرض کر: السلام علیك یا خلیفة رسول اللہ۔ السلام علیك یا وزیر رسول اللہ۔ السلام علیك یا صاحب رسول اللہ فی الغار ورحمة اللہ وبرکاتہ،[1]۔

پھر اس قدر ہٹ کر روبروئے جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ قیام کرکے کہہ: السلام علیك یا امیر المومنین۔ السلام علیك یا متمم الاربعین۔ السلام علیك یا عزالاسلام والمسلمین ورحمة اللہ وبرکاتہ،[2]۔

پھر بقدر نصف گز شرعی کے پلٹ آ، اور صدیق وفاروق کے درمیان کھڑا ہو کر عرض کر: السلام علیک یا صاحبی رسول اللہ۔ السلام علیک یا خلیفتی رسول اللہ۔ السلام علیك یا وزیری رسول اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ،[3]۔

ان سب حاضریوں میں بہ جہد تام دعا کرے کہ محل قبول ہے۔ پھر منبر اطہر کے قریب آکر دعا کرے،

پھر روضہ منورہ میں یعنی جو جگہ منبر انور وروضہ مطہرہ کے ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا آکر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا کرے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

عِبَادِكُمْ وَاِمَآىِٕكُمْ[4]　|　اپنے لائق غلاموں اور کنیزوں کا۔ (ت)

دیکھو اللہ تعالٰی نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا اگرچہ ہمیں اپنے غلام کو یا عبدی نہ کہنا چاہئے، کہ تواضع کے خلاف ہے حدیث میں اس کی ممانعت آئی نہ یہ کہ غلام بھی اپنے آپ کو آقا کا عبد نہ کہے ۱۲منہ

[1] شرح للباب مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین دارالکتاب العربی بیروت ص ۳۳۹

[2] شرح للباب مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین دارالکتاب العربی بیروت ص ۳۳۹

[3] شرح للباب مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین دارالکتاب العربی بیروت ص ۳۴۰

[4] القرآن ۲۴/ ۳۲

پھر روضہ منورہ میں یعنی جو جگہ منبر انور وروضہ مطہرہ کے ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا آکر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا کرے۔ اسی طرح مسجد شریف کے ستونوں کے پاس نمازیں پڑھے۔ دعائیں مانگے کہ محل برکات ہیں۔ خصوصًا بعض عـــہ۱ میں خصوصیات خاصہ، **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ: اس سواد جنت آباد کی اقامت غنیمت جانے، جُہد کرے کہ کوئی نفس بیکار نہ گزرے۔

مسجد انور سے ضروریات کے سوا باہر نہ جائے۔ باطہارت حاضر رہے مگر حاشا کہ دنیوی باتوں، عبث کاموں میں وقت ضائع نہ کرے۔

مسئلہ: ہمیشہ جلوس مسجد عـــہ۲ میں نیت اعتکاف رکھے، اور روزہ نصیب ہو خصوصًا ایّام گرما میں تو

عـــہ۱: حضرت والد قدس سرہ نے جواہر البیان شریف میں سات ستونوں کی تفصیل فرمائی قال رضی اللہ تعالٰی عنہ ان میں ایک ستون وہ ہے جو محراب مکرم کے دہنی طرف مصلائے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی علامت ہے، ستونِ حنانہ اس کے آگے تھا۔ دوسرا ستون ام المومنین عائشہ صدیقہ کا کہ امام اگر مصلائے شریف میں نماز پڑھے تو اس کے پیچھے کی صف میں جو ستون واقع ہوں ان میں سے منبر سے جانب مشرق تیسرا ستون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چند روز اس کی طرف نماز پڑھی۔ اس کے پاس دعا مقبول ہوتی ہے، تیسرا اسطوانہ توبہ، اور وہ ستون عائشہ اور ستون ملاصق بہ دیوار حجرہ کے بیچ میں ہے، نبی صلی اللہ تعالٰی تعالٰی علیہ وسلم نے اس کی طرف نماز پڑھی اور وہاں اعتکاف فرمایا تھا۔ چوتھا اسطوانہ السریر کہ جالی شریف سے ملتصق ہے اسطوانہ توبہ سے مشرق کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کے پاس اعتکاف کیا۔ پانچواں ستون علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور وہ شمال کی طرف اسطوانہ توبہ کے پیچھے ہے جناب مرتضی کرم اللہ وجہہ یہاں بیٹھتے اور نماز پڑھتے۔ چھٹا اسطوانہ الوفود کہ وہ اسی جانب اسطوانہ علی کے پیچھے ہے اس میں اور اسطوانہ توبہ میں صرف ستون علی حائل ہے، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور افاضل صحابہ یہاں رونق افروز ہوتے____ ساتواں اسطوانہ التہجد کہ بیت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پیچھے ہے ۱۲ منہ

عـــہ۲: روایت مفتی بہا پر اعتکاف کے لیے کوئی مقدار معین نہیں ایک لحہ کا بھی ہوسکتا ہے، نہ اس کے لیے روزہ شرط، تو آدمی کو ہر مسجد میں ہر وقت اس کا لحاظ کرنا چاہئے کہ جب داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلے جب تک رہے گا اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا، پھر یہ نیت اسے کچھ پابند نہ کرے گی۔ جب چاہے باہر آئے اسی وقت اعتکاف ختم ہوجائے گا **فان الخروج فی النفل المطلق منہٖ لامفسد کما نصوا علیہ** (کیونکہ نفلی طواف میں مسجد سے نکلنا اعتکاف کا اختتام ہے مفسد نہیں جیسا کہ اس پر تصریح کی گئی ہے۔ ت) لوگ اپنی ناواقفی یا بے خیالی سے اس ثواب عظیم کو مفت کھوتے ہیں، **وفقنا اللہ تعالٰی للحسنات بجاہ سید الکائنات علی افضل الصلٰوات والتحیات اٰمین ۱۲ منہ**

کیا کہنا اس پر وعدہ عـــہ۱ شفاعت ہے۔

مسئلہ: یہاں ہر عمل صالح پچاس ہزار تک مضاعف ہوتا ہے لہٰذا عبادات میں جہد لازم، شب بیداری رہے، کھانے پینے کی تقلیل رکھے، قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم تو یہاں اور حطیم عـــہ۲ کعبہ معظّمہ میں کرلے۔

مسئلہ: نظر حجرہ منورہ وقبہ معطرہ کی طرف عبادت ہے جیسے کعبہ کی طرف، تو خشوع وادب کے ساتھ اس کی کثرت کرے۔

مسئلہ: پنجگانہ نماز کے بعد حضور میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا کرے۔

مسئلہ: جب محاذات گنبد اقدس میں گزارے اگرچہ بیرون مسجد اگرچہ بیرون مدینہ جہاں سے قبہ کریمہ نظر آئے بے ٹھہرے اور صلوٰۃ وسلام عرض کئے نہ گزرے کہ ترک ادب ہے۔

مسئلہ: ترک جماعت ہر جگہ بُرا ہے مگر یہاں سخت محرومی، والعیاذ باللہ، حدیث عـــہ۳ میں ہے: جس سے چالیس

عـــہ۱: حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: میرا جو امتی مدینہ کی شدت و سختی پر صبر کرے گا میں قیامت کے روز اس کا شفیع ہوں گا[1] (**رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ**) اور پر ظاہر کہ روزہ میں شدت ومحنت پر صبر ہوتا ہے خصوصًا بلاد گرم میں خصوصًا جبکہ موسم گرما ہو، خود حدیث میں آیا: **الصوم نصف الصبر**[2] روزہ آدھا صبر ہے۔

فائدہ جلیلہ: جن چیزوں پر وعدہ شفاعت فرمایا گیا جیسے یہ حدیث یا حدیث زیارت شریفہ یا حدیث موت فی المدینہ یا حدیث سوال وسیلہ وغیرہا وہ بحمد اللہ حسن خاتمہ کی بشارت جمیلہ ہیں کہ یہاں وعدہ شفاعت ہے اور وعدہ حضور وعدہ رب غفور، **اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ**﴿۳۱﴾[3] (بیشک اللہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ ت) اور کافر کی شفاعت محال، تو لاجرم بشارت فرماتے ہیں کہ سختی مدینہ پر صابر اور حضور پر نور کا زائر اور مدینہ طیبہ میں مرنے والا اور حضور کے لیے سوال وسیلہ کرنے والا ایمان پر خاتمہ پائے گا **والحمد للہ رب العالمین اللھم ارزقنا آمین ۱۲ منہ**

عـــہ۲: کعبہ معظّمہ سے جو متصل جانب شمال جو ایک چھوٹی سی دیوار قوسی شکل پر ہے اس کے اندر کی زمین کو حطیم کہتے ہیں اس کا بڑا ٹکڑا بنائے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں داخل کعبہ تھا قریش نے تنگی خرچ کے سبب بنائے جدید میں خارج کردیا ۱۲ منہ

عـــہ۳: **رواہ الامام احمد فی مسندہ بسند صحیح عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ والحمد للہ رب العٰلمین۔** اسے امام احمد نے بسند صحیح اپنی مسند میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے **والحمد للہ رب العٰلمین** (ت)

---

[1] صحیح مسلم باب الترغیب فی سکنی المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۴

[2] مسند احمد بن حنبل حدیث رجل من بنی سلیم دارالفکر بیروت ۴/ ۲۶۰

[3] القرآن ۱۳/ ۳۱

نمازیں میری مسجد میں فوت نہ ہوں اس کے لیے دوزخ ونفاق وعذاب سے آزادیاں لکھی جائیں[1]۔

مسئلہ: دیوار حجرہ کو مس نہ کرے نہ اس سے چمٹے بلکہ کم سے کم تین گز شرعی کا فاصلہ رکھے کہ ادب یہی ہے

مسئلہ: قبر اطہر واعطر کو ہر گز پیٹھ نہ کرے نماز میں نہ غیر نماز میں۔

مسئلہ: روضہ انور کا طواف نہ کرے، نہ زمین چومے۔ نہ پیٹھ مثل رکوع جھکائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

مسئلہ: حسب استحسان علماء زیارت بقیع واُحد وقبا ودیگر آثار شریفہ کا قصد ہو تو ان کی تفصیل کتاب علماء سے دریافت کرے ورنہ حجرہ مطہرہ کے حضور حاضر رہنے کے برابر کون سی دولت ہے اللہ تعالٰی دنیا وآخرت میں ان کا قرب عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد واٰلہٖ وصحبہ اجمعین۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تمت الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ شرح الجوھرۃ المضیۃ والحمد للہ۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل مروی از انس بن مالک رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۳/ ۱۵۵